مسلسل اشاعت کے انتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

521

محرم ۱۴۳۰ھ

جنوری 2009

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت و ضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت و تبلیغ، تعلیم و تدریس، اصلاح و ارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباء نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباء علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7-100-0001

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 6 - 1120

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماهنامہ

الحق

جلد نمبر ---- 44
شمارہ نمبر ---- 04
محرم ---- ۱۴۳۰ھ
جنوری ---- ۲۰۰۹ء

قرآن اکیڈمی لائبریری
17-2-09
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: بش کی شرمناک رخصتی سے نئے صدر اوبامہ کیلئے سبق۔ حاجی غلام محمد یاسینؒ کی المناک جدائی۔ میزاب مدنی کا فیض یافتہ شیخ الحدیث حضرت مولانا معتز الحقؒ کی رحلت۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل اللہ صاحبؒ کی وفات۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نعیم عرف کونڑ اخونزادہ صاحبؒ کا سانحہ ارتحال .... راشد الحق سمیع حقانی ۲

غزہ میں اسرائیلی بربریت پر سینٹ میں مولانا مدظلہ کی تقریر .... رپورٹنگ سینٹ سیکرٹریٹ ۷

حرمین الشریفین میں پینتالیس سال قبل میری پہلی حاضری۔ (۱۰) ...... مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۰

آخرت میں جوابدہی کا احساس .... مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۸

زلزلوں، آتش فشانوں اور زمین کے دھنسائے جانے کے واقعات کی کثرت ...... مولانا انیس الرحمٰن ندوی ۲۲

اسلامی بینکاری اور اسلامی ٹی وی چینلز کے حامیوں کے نام .... محمد ابراہیم الکھی ۳۷

دور جدید میں اسلامی ٹی وی چینل کی ضرورت اور اس کے اجراء کا شرعی جائزہ .... مفتی مختار اللہ حقانی ۴۵

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا محمد عرفان الحق ۵۵

افکار و تاثرات (حرمین شریفین کا سفرنامہ عنبر شمامہ) .... مولانا محمد ابراہیم فانی ۵۹

دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۳

تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۴

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

بش کی شرمناک رخصتی سے نئے صدر اوبامہ کیلئے سبق

عالم اسلام کو ''فتح'' کرنے والا بش اپنے دل میں ناکام حسرتیں لے کر گزشتہ ماہ گمنامی کے اندھیروں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غرق ہوگیا اور تاریخ کے اُس کوڑادان میں چلا گیا جہاں ہٹلر' ہلاکو' چنگیز' نمرود اور فرعون وغیرہ اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔ بش اب دنیا میں نفرت کا سمبل بن گیا ہے۔ عراق میں بش کو جاتے جاتے بہادر منتظر الزیدی نے جوتے کا تحفہ ''تمغہ'' کے طور پر دے مارا اب یوں کہئے کہ جوتا اور بش لازم وملزوم ہوگئے ہیں۔ بش نے امریکی معیشت کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کی معیشت کا بھٹہ بھی اپنی جنونی جنگی پالیسیوں کے باعث بٹھا دیا ہے۔ امریکہ سمیت تمام دنیا اور خصوصاً پاکستان پہلے سے بھی زیادہ امن سے دور ہوگئے ہیں بش نے آگ کو پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے نئے امریکی صدر کیلئے اس سے سیکھنے سمجھنے میں بہت کچھ موجود ہے اسے پھونک پھونک کر قدم اٹھا کر یہ آگ بجھانا پڑیگی۔ لیکن ہماری نظر میں امریکی پالیسی ساز ادارے اوبامہ کے لئے تقریباً وہی پرانا ایجنڈا ترتیب دے رہے ہیں تبدیلی بظاہر امریکہ کے لئے آئی ہے عالم اسلام کے لئے اوبامہ کے دامن میں پھول نہیں بلکہ کانٹے' نشتر اور بم ہی پڑے ہوئے ہیں۔ افغانستان اور پاکستان میں خونِ مسلم کی ہولی کھیلنے کیلئے کئی نئے منصوبے جلد ہی سامنے آنے والے ہیں۔ اوبامہ نے الیکشن مہم میں پاکستان کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار کھل کر کیا ہے۔ نئے ڈراؤن حملے اسی سابقہ پالیسی کی غمازی کررہے ہیں۔ پاکستان اور خصوصاً مذہبی قوتوں اور مدارس کے سامنے آزمائشوں کے نئے صحرا منتظر ہیں۔ داخلی طور پر بھی اتحاد کی ضرورت ہے اور عالم اسلام کی سطح پر بھی اتحاد ویکجہتی لازمی ہے۔ امریکی یہودی عالمی مالیاتی اداروں کا اوبامہ پر پریشر پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے کہ وہ عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف بش کے نا تمام ایجنڈے کو پوری قوت کیساتھ منطقی انجام تک پہنچائے لیکن اوبامہ اور امریکیوں کی بھول ہوگی کہ وہ عالم اسلام اور پاکستان کو ختم کر سکتے ہیں صرف طالبان تحریک ہی کو لیجئے کہ افغانستان سے پھیل کر یہ پاکستان کے صوبہ سرحد تک پھیل گئی ہے۔ افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کے اعلیٰ فوجی عہدیدار اپنی بیچارگی کا اظہار آئے روز کر رہے ہیں۔ اگر آج پاکستان میں طالبان مزاحمت چھوڑ دیں اور اپنی ساری قوت افغانستان میں قابض غیر ملکی افواج کے خلاف مجتمع کر دیں تو چند ہی ماہ میں یہ لوگ افغانستان سے بھاگ سکتے ہیں۔ اگر اوبامہ نے سابقہ پالیسیوں پر نظر ثانی نہ کی تو اس کا سارا نقصان اوبامہ اور امریکہ کو ہی ہوگا اوبامہ کو دل سے عالم اسلام کا احترام کرنا چاہیے اور صلح وامن کیلئے مل کر کام کرنا چاہیے تب ہی یہ دنیا امن کا صحیح گہوارہ بن سکتی ہے۔ مسلمانوں کیلئے وائٹ ہاؤس میں گورے کے بجائے کالے صدر کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا انہیں صرف منصف مزاج اور امن پسند صدر چاہئے اگر پرانی ستمگر روش ہی رکھی گئی تو مسلمان یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے

تیرے آنے سے فقط زنجیر ہی بدلی گئی ہم اسیروں پر جفا کا باب وا پہلے سے تھا

وفیات: **حاجی غلام یاسینؒ کی المناک جدائی**

دار العلوم کے انتہائی مخلص اور رکنِ مجلس شوریٰ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے دیرینہ جانثار اور انتہائی مخلص مرید خاص حاجی غلام یاسین مختصر علالت کے بعد گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

جناب حاجی صاحب مرحوم کی جدائی پر کلمات غم لکھنا دراصل اخلاص و وفا اور تقویٰ و تواضع کے بچھڑنے پر ماتم کرنا ہے۔ حقیقت میں حاجی غلام یاسین صاحب صدق و صفا' تقویٰ و تواضع کے عناصرِ اربعہ کے مرکب و پیکر تھے۔ راقم نے زندگی بھر بہت کم لوگوں کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور انکے مرید خاص حاجی غلام یاسین کو عاجزی و تواضع کی بلند ترین رفعتوں پر فائز دیکھا۔ درحقیقت آپ اپنے شیخ پیرو مرشد کے رنگ اور عکس جمال و کمال میں مکمل طور پر ڈھل گئے تھے۔

مرحوم گزشتہ ۴۵ برس سے دار العلوم اور خاندانِ حقانی کے ساتھ رشتہ الفت و عقیدت میں جڑے ہوئے تھے۔ آپ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے چند ایک خاص احباب اور مخلص ترین مریدوں میں سے تھے۔ شاید ہی کسی دوسرے کے حصے میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی اتنی زیادہ شفقت و محبت اور خاص توجہ نصیب ہوئی ہو جتنی کہ حاجی صاحب کو ملی۔ حاجی صاحب بظاہر کوئی عالم فاضل یا دینی شخصیت نہیں تھے بلکہ آپ میکینکل انجینئر اور کاروباری شخصیت تھے۔ لیکن اعمال صالحہ' تقویٰ' انابت الی اللہ اور علماء و مشائخ سے محبت و عقیدت کے لحاظ سے کئی ''نیکوکاروں'' پر آپ بھاری تھے۔ آپ کی وفات کے موقع پر کئی ایک علمائے لاہور نے آپ کو زندہ ولی قرار دیا کیونکہ آپ وہ خوش قسمت انسان تھے جس کے بارے میں سب جاننے والوں کی اجماعی رائے یہ ہے کہ آپ نے گناہ تو کیا کبھی اس کا تصور بھی زندگی میں نہ کیا ہوگا۔ تقویٰ کے اس بلند ترین مقام پر آپ فائز تھے۔ مرنے کے بعد آپ کے کئی کرامات پر مبنی ایمان افروز واقعات سامنے آئے۔ ایک کرامت تو مرنے کے بعد یہ ظاہر ہوئی کہ آپ کو پیر طریقت حضرت علامہ احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کے سرہانے قبر کی جگہ مل گئی۔ بظاہر اس قبرستان میں تمام قبریں پُر ہوگئیں تھیں' دو قبروں کے درمیان گھاس اور جھاڑیوں کو ہٹایا گیا تو آپ کیلئے مکمل ایک قبر کی جگہ میسر ہوگئی اور یوں آپ اپنے شیخ اور مرشد کے انتہائی قریبی حصے میں سپردخاک ہوگئے۔ حضرت احمد علی لاہوریؒ کیساتھ بھی آپ کا بڑا گہرا عقیدت کا رشتہ تھا۔ اوائل عمر اسی رشد و ہدایت کی خانقاہ کی عقیدت و محبت میں گزاری۔ حضرت احمد علی لاہوریؒ سے آپ نے بہت کچھ حاصل کیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت لاہوریؒ کا انتقال آپ کے ہاتھوں میں ہوا۔ پھر اس کے بعد آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی صحبت سے ایسے منور اور معطر ہوئے کہ زندگی بھر آپ حضرت شیخؒ کا دم بھرتے رہے۔ آپ نے ہمارے

خاندان کے ہر ہر فرد کو انتہائی شفقت و محبت سے نوازا۔ راقم کے حصے میں آپ کی شفقتیں کچھ زیادہ ہی آئیں۔ بچپن میں علاج و معالجہ کے سلسلے میں لاہور درجنوں بار آنا جانا رہا ہمیشہ قیام آپ ہی کے دولت کدے پر رہا۔ اسی لئے حاجی صاحب کو راقم کے ساتھ کچھ زیادہ مانوسیت اور شفقت و محبت تھی۔ یہ آپ کی محبت اور چاہت کا اثر تھا کہ آپ کے جنازہ میں ہمارا تقریباً سارا خاندان حضرت والد صاحب مدظلہ کی معیت میں صرف پونے چار گھنٹے میں اکوڑہ سے لاہور ان کی رہائش گاہ تک باآسانی پہنچ گیا' نماز جنازہ رات بارہ بجے ماڈل ٹاؤن میں ادا ہوئی۔ چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار واضح تھے اور تروتازگی اس بات کا ثبوت تھی کہ حاجی صاحب سے اپنے رب راضی ہو گئے تھے اور حاجی صاحب بھی رب کی رضا پر شاداں تھے۔ قدرت نے آپ کی عمر بھر کی متواضعانہ اور مخلصانہ وفدایانہ زندگی کا انعام یوں دیا کہ دس محرم الحرام کی مبارک ترین رات آپ سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ اور رات کے ڈیڑھ بجے کے قریب میانی صاحب کے تاریخی اور متبرک قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری'' ' حضرت مولانا موسیٰ خان روحانی بازیؒ اور دیگر اہل اللہ کے قریب ہی آپ کی قبر بنی۔ اس مبارک رات قبرستان میں عجیب روحانیت اور نورانیت کا سماں تھا۔ شاید یہ حاجی صاحب مرحوم و مغفور کے استقبال کے لئے قدرت نے یہ وقت اور یہ سماں منتخب کیا تھا۔ عجب نہیں کہ ملائکہ نے يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○ سے ان کا استقبال کیا ہو۔

میزاب مدنی کے فیض یافتہ شیخ الحدیث حضرت مولانا معزالحقؒ کی رحلت

کاروانِ آخرت کی برق رفتاریوں پر قلم غمزدہ اور حیرت کدہ ہے کہ کس کس ہستی کو رویا جائے اور کس کس علمی وادبی نقصان پر آنسو بہائے جائیں۔ اگلے وقتوں میں ایک عالم کا انتقال ہو جاتا تو خلق خدا کہتی کہ موت العالِم موت العاَلَم لیکن اب تو گویا ہر روز بڑے بڑے علماء' مشائخ' محدثین' مفسرین اور نامور ہستیاں بادِ اجل کے باعث بجھ رہی ہیں۔ فکر انگیز اور قابل دکھ امر یہ ہے کہ آگے سے موجودہ دور واقعتاً قحط الرجال کا دور ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ تلافی کی کوئی صورت بھی نظر نہیں آتی تو ان حالات میں ان خدا پرست شخصیات کا اٹھ جانا کسی بڑے بحران اور طوفان کی آمد کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی قافلہ آخرت میں صوبہ سرحد کے ایک بہت ہی پاک' مبارک' علمی وروحانی شخصیت شیخ الحدیث حضرت مولانا معزالحق بھی شامل ہو گئے۔ آپ علم اور تقویٰ کے بحر بے کنار تھے۔ زندگی بھر تقریباً ۶۵ برس درس وتدریس سے وابستہ رہے۔ اور دارالعلوم ٹل میں ۳۶ سال تک مسند حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ گویا زندگی قال اللہ وقال الرسول کے مبارک زمزموں اور اطاعت گزاری وفرمانبرداری میں گزاردی۔ دور طالب علمی مدرسہ

عبدالرب دہلی، مدرسہ عالیہ فتح پور اور دارالعلوم دیوبند میں گزارا۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ سے خصوصی اکتساب فیض حاصل کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسی بڑی ہستیاں شامل ہیں۔ روحانی سلسلہ میں بیعت خلافت آپ کو ۱۹۴۸ء میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے نصیب ہوئی جو آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز اور عمر بھر کا سرمایہ افتخار تھا۔

آپ انتہائی مخلص اور سادہ مزاج کے انسان تھے۔ شہرت وریاکاری ونمود ونمائش سے عمر بھر آپ کی طبیعت بیزار رہی۔ آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ زیادہ زور تربیت اور تزکیہ نفس پر دیتے تھے۔ موجودہ پُرفتن دور میں خواتین کے لئے انگریزی علوم کی بجائے اسلامی تعلیمات کے آپ پُرزور داعی تھے۔ تبلیغی جماعت سے بھی آپ کو خصوصی شغف اور لگاؤ تھا۔ ہزاروں علماء اور طلباء اور عوام نے آپ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا۔

آپ کی وفات 29 رجنوری 2009ء کو ہوئی۔ نزول رحمت کے وقت مناجات رب کی نیت سے سحری کو تہجد کیلئے اٹھے، اسی دوران اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ ساڑھے تیئس گھنٹے بے ہوشی کے بعد دوسری رات نزول رحمت تہجد کے وقت ساڑھے تین بجے، اپنے حقیقی مولا سے جاملے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل اللہ صاحبؒ کی وفات

۱۸ رمحرم الحرام بمطابق ۱۶ رجنوری بروز جمعۃ المبارک تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت کے مہتمم استاذ العلماء حضرت مولانا فضل اللہ صاحبؒ ہمیں داغ مفارقت دے کر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کا شمار صوبہ سرحد اور علاقہ کے معتمد ترین اور غیر متنازعہ شخصیات میں ہوتا تھا۔ مولانا موصوف کا تعلق نادرخیل لکی مروت کے مشہور علمی خاندان سے ہے آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا نیاز محمد صاحبؒ لکی مروت میں مرجع خلائق عالم دین تھے۔ آپ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے جید ترین تلامذہ میں سے تھے۔ اس کے علاوہ سلسلہ تصوف میں حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز تھے اپنے اسلاف کی طرح زندگی اشاعت علوم اسلامیہ اور دارالعلوم الاسلامیہ کی خدمات میں گزاری۔ لکی مروت میں دعوت وتبلیغ کے سلسلے کے موسسین میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور ایک زمانہ تک آپ کی خدمات اور قربانیوں کو یاد کیا جائے گا۔ اسکے علاوہ آپ جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی سرپرست بھی تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ چونکہ جنازہ کے موقع پر موجود نہ تھے اسلئے تعزیت کیلئے بعد میں آپ لکی مروت تشریف لے گئے اور وہاں پر تعزیتی جلسے سے خطاب

فرمایا۔ مرحوم حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے بڑے بھائی اور ہمارے مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب کے ماموں تھے' ان کے علاوہ سوگواروں میں دو فرزند حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب اور حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب' پانچ بیٹیاں اور ہزاروں شاگردوں کا ایک سلسلہ چھوڑا۔ ادارہ تمام پسماندگان' متعلقین' تلامذہ اور دارالعلوم الاسلامیہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے قبر کو منور فرما کر آخرت میں درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نعیم صاحبؒ عرف کونڑ اخونزادہ صاحب کا سانحہ ارتحال

علمی اور دینی حلقوں کی بدقسمتی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ ایک ماہ کے اندر اندر تین بڑی علمی ہستیاں اور شیوخ الحدیث ہم سے اس علمی انحطاط کے زمانے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ انہی میں سے پاکستان اور افغانستان کے نامور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نعیم عرف کونڑ اخونزادہ صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ آپ صحیح معنوں میں جامع المعقول والمنقول شیخ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم میں تبحر سے نوازا تھا۔ زندگی بھر تمام علوم وفنون کی تدریس میں مشغول رہے۔ تنِ تنہا درجنوں کتابیں پڑھانا آپ ہی کا شیوہ اور کام تھا۔ یہ نہ تھا کہ صرف سطحی طور پر تدریس کرتے بلکہ رسوخ کامل اور وسیع مطالعہ اور علمی' فقہی نکات سے آپ کا درس سارے حلقوں میں مشہور تھا۔ سینکڑوں طلباء دور دور سے آپ کے حلقہ تدریس میں شامل ہوتے۔ امارت اسلامی افغانستان میں آپ ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی خصوصی درخواست پر افغانستان تشریف لائے اور قندہار و کابل میں ہزاروں طلباء آپ کے دروس میں شامل ہوتے۔ آپ کے شاگردوں میں ہزاروں افغان مجاہدین لیڈر' رہنما اور بڑے بڑے حکومتی زعماء شامل تھے۔ آپ نے دورۂ حدیث دارالعلوم حقانیہ سے کیا۔ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور امام المتکلمین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب' صدر مدرس سے آپ نے خصوصی اکتساب فیض کیا۔ کچھ عرصہ سے آپ کو جگر کے کینسر کا مرض تھا۔ لیکن آخر روز تک باوجود تکلیف کے حدیث کے درس دیتے رہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ قبر کیلئے حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے مقبرہ میں جگہ ملے۔ گو کہ وہاں جگہ کی قلت ہے مگر اس کے باوجود آپ کی خدمات کے اعتراف اور افغانستان کے علماء کی نمائندگی کے طور پر قبر کے لئے جگہ آپ کو نصیب ہوگئی۔ اور بالآخر بروز جمعرات ۷ رمحرم الحرام ۱۴۳۰ھ کو آپ کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔ اور دارالعلوم حقانیہ کے قبرستان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی مرقد مبارک کی غربی جانب آپ مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ واسعاً

رپورٹنگ سینٹ سیکرٹریٹ

۲۳ جنوری ۲۰۰۹ء گیارہ بج کر چالیس منٹ

غزہ میں اسرائیلی بربریت پر سینٹ میں قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی تقریر

جمعہ ۲۳ جنوری ۲۰۰۹ء کو سینٹ نے غزہ میں فلسطینی وحشیانہ مظالم کے خلاف متفقہ قرارداد و مذمت پاس کی۔ قرارداد کی منظوری سے قبل سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے یہ مختصر خطاب کیا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب! آپ کے دو تین منٹ لوں گا۔ سب سے پہلے تو میں قرارداد کی مکمل تائید اور اس کی تحسین کرتا ہوں جو بربریت غزہ میں ہوئی وہ تاریخ کا ایک شرمناک اور بدترین حصہ ہے اور اس سے پہلے بھی صابرہ‘ شتیلا میں اس سے زیادہ مظالم وہ کر چکے ہیں۔ اسرائیل کو یہ کھلی چھٹی امریکہ اور مغرب نے دی ہوئی ہے اس کے ساتھ ساتھ عربوں کی بے اتفاقی اور بزدلی نے بھی فلسطینیوں کو تنہا کئے رکھا ہے۔

<u>مغرب کا دوہرا معیار</u>: مغرب کا دوہرا معیار دوبارہ سامنے آیا ہے۔ وہ فلسطین پر تازہ اسرائیلی جارحیت پر خاموش ہے کیونکہ وہاں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ عرب مسلمانوں کے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ مسلمان بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ جبکہ اس سے کچھ عرصہ پہلے ممبئی میں جو حادثہ ہوا‘ ہم نے اس کی بالکل تحسین نہیں کی اور خدا کے علم میں ہے کہ وہ کون لوگ تھے یا وہ کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑنا چاہتے ہیں یا جو بھی صورتحال تھی لیکن راتوں رات اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پاکستان کے خلاف ایک طوفان مچا دیا لیکن ۱۹۔۲۰ر دن تک غزہ میں قتل عام پر اقوام متحدہ بھی خاموش رہی اور سلامتی کونسل بھی اور امریکی صدر بش نے کہا کہ جو اسرائیل چاہے کرے یعنی وہ زمینی جنگ لڑے یا اوپر سے بم برسائے‘ اس کو یہ حق حاصل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کا شور جتنا بھی مچایا جا رہا ہے یہ سب امریکہ کا ڈرامہ ہے۔ وہ مسلمانوں کو مار بھی رہا ہے اور انہیں ساتھ ساتھ دہشت گرد بھی کہہ رہا ہے۔

<u>نئے امریکی صدر اوبامہ پہلے دہشت گردی کی وضاحت کریں</u>: جب تک دہشگردی کی وضاحت نہ ہوگی تو کچھ بھی نہ ہوگا در میں اوبامہ سے بھی اپیل کروں گا کہ سب سے پہلے آپ جو پالیسی بنائیں تو پہلے ایک خط واضح طور پر کھینچ دیں کہ جنگِ آزادی کیا ہوتی ہے؟ یعنی اپنے حقوق کیلئے لڑنا کیا ہوتا ہے؟ اور دہشگردی کیا ہوتی ہے؟ اگر اس کی روشنی میں پالیسیاں بنیں گی اور عمل ہوگا تو تب ہی امن قائم ہوگا۔

<u>غربت ہرگز وجہ نہیں اسامہ کون سا غریب ہے</u>: مجھ سے پرسوں بھی برطانوی پارلیمنٹ کے کچھ لوگ بحث

کرر ہے تھے کہ یہ دہشت گردی غربت کی وجہ سے ہورہی ہے۔ کیا آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دہشت گردی غربت کی وجہ سے ہورہی ہے؟ میں نے کہا کہ غربت کی وجہ سے نہیں ہورہی۔ جتنے سرکردہ لوگ آپ کے خیال میں دہشت گرد ہیں اور targetted ہیں، تقریباً وہ چالیس ہیں اور یہ لوگ کروڑ پتی بلکہ ارب پتی ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اسامہ بن لادن آپ کو خرید بھی سکتا ہے تو پھر اس میں غربت کیسے آ گئی؟ بنیادی سبب آپ کا دوہرا معیار ہے۔ آپ اپنے معیار پر نظرثانی کریں، انصاف کریں۔ ورنہ یہ کارروائیاں سوات، پاکستان تک محدود نہیں رہیں گی بلکہ اسے آپ کی پالیسیاں مزید آگے بڑھائیں گی۔

خدارا طالبانائزیشن کی اصطلاح چھوڑ دو: ہم بار بار آپ سے کہہ رہے تھے وزیرستان میں جو کچھ ہوا اسے طالبانائزیشن نہ کہو۔ خدا کیلئے دیکھیں۔ یہاں طالبان نام کی مخلوق نہیں ہے۔ ہم نے کسی جگہ اس کا نام بھی نہیں سنا تھا لیکن بش اور مشرف نے یہ لڑائی سوات تک پہنچا دی۔ اب اگر ہم پالیسی نہ بدلیں اور دوہرے معیار کو ختم نہ کریں تو میں یقین سے کہتا ہوں اور میں الیاس بلور صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ یہ جنگ پھر ملتان، لاہور، کراچی وغیرہ میں کو بھی لپیٹ میں لے لے گی۔ میں ابھی دو چار دن پہلے کراچی گیا تھا تو ایم کیو ایم کے مرکز نائن زیرو پر بڑے جذبے کیساتھ گیا۔ وہاں ایم کیو ایم کے رابطہ کمیٹی کے لیڈر موجود تھے۔

ایم کیو ایم کے مرکز جا کر انہیں سمجھایا کہ خدارا کراچی کی گلی گلی کو سوات نہ بناؤ: میں نے ان سے کہا کہ خدا کیلئے یہ لفظ طالبانائزیشن استعمال نہ کریں۔ اگر آپ بار بار یہ کہیں گے تو یہ پیدا ہو جائیگی۔ یہاں لوگ سمگلنگ کرتے ہیں۔ اگر کوئی ٹرک پکڑا جاتا ہے تو پھر سمگلنگ پر پردہ ڈالنے کیلئے کہا جاتا ہے کہ طالبان یہاں اسلحہ لا رہے تھے۔ سوات اور باجوڑ سے لوگ یہاں اپنے بھائی اور بیٹے کے ہاں پناہ لینے کیلئے پہنچتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ طالبان آ گئے ہیں۔ میں نے ان سب کو کہا کہ یہ جنگ اگر یہاں شروع ہوگئی تو خدا نہ کرے یہ کراچی کو ہڑپ کر جائیگی۔ اس سے شرپسند لوگ فائدہ اٹھا کر یہاں ڈیرے ڈال لیں گے۔ پھر کراچی کی ایک ایک گلی میں سوات کی صورتحال ہوگی۔ ہم اس کو نہیں سنبھال سکیں گے۔ میری گزارش ہے کہ ساری صورتحال پر ان کیمرہ اجلاس کے قرارداد پر جلد توجہ کرنی چاہیے۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں اوبامہ سے یہ توقعات نہیں باندھنی چاہئیں کہ وہ یہاں مثبت تبدیلیاں لائیگا۔ وہ تبدیلی کے نام پر آیا ہے لیکن وہ اس کے اپنے ملک کیلئے ہے۔ اس نے اپنی پہلی اور دوسری تقریر میں واضح کہا کہ میں امریکہ کی حالت بدلوں گا۔ وہ پاکستان اور افغانستان کے بارے میں کوئی تبدیلی نہیں لائے گا اور اس خوش فہمی میں نہ رہیں۔ اب جو تیس ہزار مزید فوج آ رہی ہے تو اس سے تیس ہزار ''دہشت گرد'' اور پیدا ہونگے۔ اس طرح وہ تیس ہزار سوسائڈ بمبرز (Suicide bombers) اور پیدا کرے گا۔ جب تک امریکہ کے لوگ پاکستان کی سرحدوں پر بمباری (bombardments) کرتے رہیں گے تو اس کے ردعمل اور ظلم کے خلاف گھر گھر خودکش حملہ آور پیدا ہوں گے۔

ہم بہت بڑی مزید تباہی اور بڑی جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔حکمرانو! ہوش کے ناخن لو۔

اوبامہ کا نام حسین ہے تو یزیدیت بھی چھوڑ دے: میں اوبامہ سے ایک گزارش کرتا ہوں۔کاش! ہماری آواز اس تک پہنچ جائے کہ وہ حسین نام استعمال کرنے پر بہت خوش ہے اور حلف میں بھی اس نے اپنے نام کے ساتھ حسین لگانے پر اصرار کیا تو لوگ بڑے خوش ہو گئے کہ وہ حسین کا نام لیتا ہے لیکن حسین کے نام کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔اس سے پہلے بُش تھا وہ بہت بڑا فرعون اعلیٰ اور یزید بنا ہوا تھا۔اب اوبامہ کو حسین کے نام کی لاج رکھ کر یزیدیت سے بچنا چاہیے۔وہ اس نام کی لاج رکھے گا تو ان شاء اللہ امن آئیگا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کریگا۔ بلکہ اس نام سے اس کے اندر ایک احساس ردعمل پیدا ہوگا کہ اس طرح امریکی مجھ پر شک کریں گے۔اس احساس کے ردعمل میں وہ اور شدید تباہی مچائے گا' وہ یہ دکھائے گا کہ اسکے اندر مسلمانیت کا کوئی جرثومہ نہیں ہے۔میں یہ گزارش کرونگا کہ ہمیں دہشتگردی کا بنیادی سبب معلوم کرنا چاہیے اور دوہرے معیار کو ترک کرنا چاہیے۔ جب تک امریکہ' اسرائیل اور ہندوستان اس دوہرے معیار پر کاربند رہیں گے ہم ان مشکلات سے دوچار رہیں گے۔فلسطین کے بارے میں کہتے ہیں کہ کیا جلدی ہے؟ ہمیں ان کو بتانا چاہیے کہ کشمیر کی جنگ کیوں دہشت گردی ہے؟ افغانستان کی جنگ کیوں دہشت گردی نہیں ہے۔وہاں فلسطین میں ان کی فوج کے لوگ اسلحہ لے کر بیٹھے ہیں اور لوگوں پر بمباری کر رہے ہیں اسے کیوں دہشتگردی نہیں کہا جاتا؟ ان کلمات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۷ سے: سب سے زیادہ رحمت خداوندی اور فضل عظیم کہ رحمۃ للعالمین کے قرب میں جگہ ملی اور روضۃ من ریاض الجنۃ میں حاضری اور سرور دو جہان ﷺ کے مواجہہ شریف میں حاضری کی اجازت و توفیق ایزدی شامل حال رہی۔

لخت جگر! **ولد صالح یدعوالہ** ' والد کے حق میں صدقہ جاریہ ہے۔اولاد کی دعائیں ایسے متبرک مقامات میں والدین کے حق میں مفید اور قبولیت کا درجہ و مقام حاصل کرلیتی ہیں۔آپ کو رب العزت نے موقع دیا ہے حرمین الشریفین میں گڑگڑاتے رہیں' والد عاصی کیلئے دعائیں کرتے رہیں کہ عافیت تامہ و ایمان کاملہ وعلم باعمل واشاعت علم دین سے نوازے اور کل دینی و دینوی مرادوں میں کامیابی نصیب ہو۔

خوش قسمتی ہے کہ روضہ اطہر کے سامنے حاضری کے اس قدر ایام میسر ہوئے (اللہ تعالیٰ) حرمین الشریفین پر حاضری کے فیوض و برکات سے مالامال فرمادے۔مجھ گنہگار و روسیاہ کے حق میں تمہارا گڑگڑانا باعث نجات اور سعادت دارین کا ذریعہ بن جائے تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔ (مکتوب ۲رذیقعدہ ۱۳۸۳ھ)

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کے مواجہہ شریف میں بندہ کے عاجزانہ صلوۃ وسلام عرض کردیں اور رکن و مقام براہیم کے درمیان استغفار میرے لئے اور اپنے حق میں کیا کریں۔ (مکتوب ۱۶رذیقعدہ ۱۳۸۳ھ)

قسط نمبر (۱۰) رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

مدینہ اور صاحب مدینہ "صلی اللہ علیہ وسلم" سے اولیاء امت کی والہانہ وابستگی

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جارہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد وہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک واضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اب قارئین کی خواہش اور اصرار پر ان میں مفید اضافے بھی کچھ کئے جارہے ہیں۔ [(مولانا) سمیع الحق]

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کا حضور اقدس ﷺ سے والہانہ تعلق شیفتگی اور جذب وسوز کی کیفیت ہر خاص و عام پر آشکارا تھی۔ انگ انگ اسی جذبہ وارفتگی سے سرشار تھا' زندگی کا ہر لمحہ ہر حرکت اتباع سنت میں ڈھلا ہوا تھا' حضرتؒ کے مواعظ ملفوظات خطبات اور درس حدیث کے آمالی کا لفظ لفظ عشق نبوی اور حضور کی عظمت ومحبت کی غماز ہیں۔ یہاں بطور نمونہ حضرت کے خطبات جمعہ کے دو ایک اقتباسات دیے جارہے ہیں

حضور اقدس ﷺ کے شئونات کمالات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں' سید الرسل ہیں' تمام انبیاء علیہم السلام عزت اور عظمت کے

مالک ہیں' اللہ نے انہیں عزت دی اور بڑی عزت' لیکن حضور اقدسؐ جن کے بارہ میں ارشاد ہے کہ **وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما.**

اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ چیزیں سکھا دیں جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔ اور اس وجہ سے قرآن کریم میں حضور اقدس ﷺ کو ''نعمۃ اللہ'' بھی کہا گیا ہے جو تمام دنیا کے باشندوں کے لئے ہادی ہیں' جس وقت دنیا میں تشریف لائے اس وقت سے لے کر قیامت تک جتنی بھی روئے زمین پر مخلوق ہے چاہے جن ہو یا انس ہو سب' کے لئے بشیر و نذیر اور ہادی اور سب کے لئے رحمت: **وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیر و نذیراً**

اور ایک اور جگہ فرمایا **وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین**

اور علماء نے لکھا ہے کہ اس وجود ناسوتی میں چاہے حضور اقدس ﷺ موخر ہوں لیکن وجود کے لحاظ سے حضور اقدس اول المخلوقات ہیں۔ فرمایا **اول ما خلق اللہ نوری** ۔ اللہ نے ہر چیز سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

نیز ارشاد ہے **کنت نبیاً و آدم بین المآ والطین**

یوم میثاق میں جب عہد و پیمان لیا جائے گا' کیونکہ اللہ نے ہمیں جو دنیا میں بھیجا تو کسی کام کے لئے بھیجا اور وہ کام ہے عبادت کہ اپنے مولیٰ کی بندگی ہم کریں اس کے لئے اللہ نے پیدائش سے پہلے انتظام فرمایا اور سب سے پہلے عالم میثاق میں یعنی اس عالم کا وجود میں آنے سے پہلے اللہ نے تمام ارواح کو پیدا فرمایا تو اس وقت سب کو ایک سبق بتلایا گیا۔ یہ خدا کا ماننا خدا کے وجود کو تسلیم کرنا یہ ایمان اور یقین وہی سبق ہے جو سکھایا گیا ہے اور سب کو مخاطب ہو کر پوچھا: **الست بربکم** کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں؟ تمہیں نیست سے ہست کرنے والا ہوں یا نہیں؟ تمہیں آہستہ آہستہ تدریجاً ترقی دینے والی اور کمال تک پہنچانے والی وہ کون سی ذات ہے؟ میں نہیں ہوں تو بتلاؤ اور کون ہے؟

استاذ الکل اور معلم خلائق:

تو علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت جواب دینے سے پہلے سب کے سب ارواح حضور اقدسؐ کی روح اطہر و طیب کی طرف متوجہ ہوئے اور سب کے سب اس طرف دیکھنے لگے۔ جس طرح درس میں کوئی سوال پوچھا جائے تو سب کے سب طالب العلم ذہین' محنتی اور قابل و لائق طالب العلم کو دیکھتے ہیں کہ کیا جواب دیتا ہے' تو عالم نے حضورؐ کی طرف دیکھا کہ کیا جواب دیتے ہیں تو سب سے پہلے حضور اقدسؐ نے فرمایا: بلیٰ انت ربنا۔ یا اللہ کیوں نہیں؟ بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ تو ہی پالنے والا ہے' تو حضورؐ کو دیکھ کر تمام عالم ارواح نے پکار کر کہا: **بلیٰ انت ربنا** ۔ پھر ساری کائنات زمین اور آسمان سے اللہ نے دریافت کیا کہ میری تابعداری کرو گے یا نہیں؟ تو کہتے ہیں کہ زمین کا وہ حصہ جس سے حضور اقدسؐ کا جسدِ اطہر مبارک بنا ہے' عالم ناسوتی میں سب سے پہلے اس نے کہا: **اتینا طائعین** ۔ یا اللہ ہم فرمانبردار ہیں خوشی سے آپ کا حکم مانیں گے' پھر زمین و آسمان نے بھی یہی جواب دیا کہ یا اللہ ہم تیرے مطیع اور منقاد

ہیں۔ تو حضورؐ سارے عالم اور ساری کائنات کے استاد الکل ہوئے عالم ارواح کو بھی عبدیت کا طریقہ سکھایا اور عالم ناسوتی کو بھی۔

<u>اقوال الانبیاء:</u>

اسی طرف حدیث میں اشارہ ہوا کہ کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے مجھے نبوت کی خلعت دی گئی اور اس طرح حضور اقدسؐ کے وجود مبارک کو اللہ نے کمالات کی تقسیم کا واسطہ بنادیا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے انما انا قاسم واللہ یعطی میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے خدائے پاک جس چیز کی تقسیم چاہے' وجود کی تقسیم' علم کی تقسیم' جتنے کمالات تقسیم ہوتے ہیں' وہ حضور اقدسؐ کے واسطے سے ہیں اور اس کی مثال روئے زمین پر دیکھنا چاہیں تو سورج کو دیکھیں کہ روئے زمین پر ساری زمین اور سب چیزیں روشن اور منور ہیں' یہ روشنی خدا ہی پہنچاتا ہے' مگر بیچ میں واسطہ اللہ نے سورج کو بنادیا۔ جس کی روشنی ساری دنیا پر پڑ رہی ہے' اور سورج کی روشنی خدا ہی نے پیدا فرمائی ہے۔ انما انا قاسم واللہ یعطی۔ سارے کمالات کے دینے والے اللہ پاک ہیں اور تقسیم کرنے والے حضور اقدس ﷺ۔

ایسی مقدس ہستی کی امت اللہ جل مجدہ نے ہمیں اور آپ کو مفت میں بنادیا۔ یہ کیسی عمدہ نعمت ہے! اور کتنی بڑی نعمت! پھر اس کا پورا اندازہ اور قدر و منزلت کا علم تو قیامت اور آخرت میں لگے گا' حدیث شریف میں آتا ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے دن پل صراط پر میں ہی گزروں گا اور میری امت میرے ساتھ ہوگی' سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھلے گا' اور میری امت میرے ساتھ ہوگی' اور اس کی مثال ایسی ہے کہ ملک کا ایک صدر ہے' ایک وزیر اعظم' ایک کمشنر ہے' سب الگ الگ موٹروں میں جارہے ہیں' تو صدر کی گاڑی سب سے آگے جاتی ہے' اور جس گاڑی میں صدر ہوتا ہے اس کے خاص خادم بھی اسی گاڑی میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں' جو جوتا اٹھائیں' پنکھا چلائیں' اور خدمت کریں تو جہاں وزیر اعظم کی گاڑی چلے گی' خاص خادم اور ملازم بھی ساتھ ہوگا۔ وزیر اعظم اور اس کے ساتھ دوسرے نمبر پر کمشنر تیسرے نمبر پر پہنچے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اقدس ﷺ کے غلاموں میں شمار کردے۔ یہ غلامی کی برکت ہوگی کہ سب امتوں سے پہلے پل صراط پر گزر ہوگا اور سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں داخلہ ہوگا کہ غلام تو آقا کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے قبر سے میں ہی اٹھایا جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہر جگہ یہ سعادت معیت نصیب فرمادے۔ ہر نبی اپنی امت کے لئے باعث ترقی' باعث افتخار' اور باعث عزت ہوتا ہے' اور اس قوم کی جو ترقی بھی آپ دیکھ رہے ہیں یہ حضور ﷺ ہی کا صدقہ ہے پھر امت کی بھی دو قسمیں ہیں ایک امت اجابت ہے جس کو حضورؐ دعوت دے رہے ہیں کہ مسلمان ہو جاؤ آؤ اللہ کے در کی طرف جس نے بخوشی دعوت قبول کی اور کلمہ شہادت

پڑھا وہ امت اجابت میں شامل ہوا اور جو کافر نہیں وہ سب کے سب امت دعوت میں شمار ہوتے ہیں' ان کو بھی دعوت ہے' پھر حضور اقدسؐ جو اللہ کی صفت علم کے مظہر اتم ہیں' اوتیت علم الاولین والاخرین تو اس علم کا پرتو دونوں امتوں پر پڑ گیا اور آج جو دین کا علم ہے وہ تو مسلمانوں ہی میں ہے' لیکن دینوی علم کا جو حصہ اور جو ترقی سائنس اور عصری علوم کی شکل میں امت دعوت میں دیکھنے میں آتی ہے تو وہ بھی حضورؐ کے کمالات علم کا ظہور ہے ورنہ حضورؐ کی آمد سے پہلے یہ سب غیر متمدن تھے' حضورﷺ ان کو ہر وقت دعوت دے رہے ہیں' علوم کا دروازہ کھولدیا اللہ نے نعمتوں کا دسترخوان بچھا دیا ہے۔ دروازے پر اس کا داعی کھڑا ہے جس نے قبول نہ کیا محروم ہو گیا' حالانکہ دعوت سب کو ملی۔

حضورؐ ہر نعمت کی روح:

تو میرے محترم بزرگو! یہ جو اللہ نے احسان وانعام فرمایا ہمیں مسلمان اور حضورؐ کی امت میں شمار کیا یہ اتنی بڑی نعمت ہے' اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں اور تمام دنیا کی نعمتوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ ہمارے اوپر دنیا میں جتنے بھی کسی نے احسانات وانعامات کئے تھے اس کی تکمیل حضورؐ کے ذریعہ ہوگئی' ورنہ اگر حضورؐ کی برکت سے ہم اپنے مقصد حیات کو نہ پہچانتے تو ساری نعمتوں کی ناقدری ہو جاتی ہے اور ساری چیزیں بالاخر ہمارے جہنم پہنچانے کا ذریعہ بنتیں۔ یہ سب نعمتیں ایمان اور عبدیت کی وجہ سے اپنے موقع محل میں خرچ ہوگئیں اور وہ حضورؐ کے صدقہ سے تو ہر نعمت بجائے مصیبت اور آفت کے نعمت بن کر رہی۔ ورنہ پوری انسانیت ان تمام نعمتوں کے ساتھ جہنم کے کنارے پہنچ چکی تھی۔ **و کنتم علی شفا حضرة من النار فانقذ کم منها۔**

تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے مگر اللہ نے حضورؐ کے ذریعہ تمہیں بچا لیا۔

یہ تو بجا طور پر ایسی نعمت تھی جسے خداوند کریم نے بطور امتنان واحسان قرآن کریم میں جگہ جگہ ذکر کیا۔ **لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا**

ماں باپ سب سے بڑے محسن ہوتے ہیں' لیکن ایمان کی دولت نہ ہوتی تو ان کا پالا پوسا ہوا جسم جہنم کا ایندھن بنکر تکلیف کا سبب بن جاتا' استاد اور مربی کا بڑا احسان ہوتا ہے' لیکن اگر تعلیم اور تربیت ایمان کی روشنی سے خالی ہوتی تو یہی تعلیم وتربیت جو بظاہر احسان معلوم ہوتی تھی ہلاکت اور بربادی کا سبب بن جاتی' ان تمام احسانات احسات رہے ورنہ یہی سب چیزیں سب سے بڑھ کر مصیبت ثابت ہوتیں' تو کائنات میں سب سے بڑھ کر نعمت اور اللہ کا سب سے بڑا احسان وہ حضورؐ کی ذات کی شکل میں ہے اور ہم انسانوں پر سب سے بڑا کرم امت محمدیہؐ میں شامل کرنے کا ہے' ورنہ یہ ساری کائنات اور یہ تمام جسمانی نعمتیں جسم' بدن' قویٰ بیکار اور بے مقصد رہتے۔

دیکھئے یورپ سے بنی ہوئی مشین آتی ہے' کارخانوں سے پیک شدہ چیزیں آتی ہیں' دوائیاں' پیکٹوں میں بند آتی ہیں۔ اور ان پر استعمال کا طریقہ لکھا ہوتا ہے' ان اشیاء کے بنانے والے اسکے ساتھ کاغذ کا ایک پرزہ بھی رکھے

ہوتے ہیں کہ تم اگر مشین سے فائدہ لینا چاہو تو ہر پرزہ اور ہر کل بنانے والے کی ہدایات کے مطابق استعمال کرو گے۔ یہاں انگلی رکھو اور اس پرزہ کو اس طرح سے گھماؤ تب مشین چلے گی اور صحیح نتائج برآمد ہوں گے اور اگر غلط چلائی تو تباہ ہو جائے گی۔ تو اس طرح جب اللہ نے انسان بنایا اور اس کے فائدے کے لئے مختلف شکلوں میں لاکھوں نعمتیں دیں یہ آسمان وزمین اور یہ سارا کارخانہ اس کے لئے بنایا۔ تو اب انسان کے ذمہ کیا کام ہے؟ اور وہ مقصد اور نتائج کیسے برآمد ہونگے جس کیلئے انسان بنایا گیا؟ وہ ساری کائنات میں کس طرح تصرف کرے گا۔ یہ جو مشین تیار شکل میں ہمیں ملی ہے اس کا کیا کام ہے؟ تو ان سب باتوں کا صحیح جواب وہی ہوگا جس کو حضورؐ نے بتلایا۔ اسی لئے اللہ نے رسول کو بھیجا۔ وہ اس ساری مشین کے استعمال کا صحیح طریقہ بتلادے۔ ساری انسانیت کو صحیح کام پر لگادے کہ یہ کس طریقہ سے اپنا معاشرہ قائم کریں گے۔ تمدن کیسے ہوگا' اس کی بودوباش' رہائش اس کی زندگی اور موت کن طریقوں پر ہوگی۔ اس کی حکومت کیسی ہوگی' یہ جب مریض ہو تو کیا کرے' تندرست ہو تو کیا کرے گا' فقیر ہو یا غنی ہو' امیر ہو یا رعایا ہر حالت میں کیسی زندگی گزارے گا' شادی کرے گا تو کیسے' زراعت کس طریق پر ہوگی اور تجارت کس طرح' لیٹے گا کیسے اور چلے گا کیسے۔

ان سب باتوں کیلئے ہدایات ہمارے مالک یعنی اللہ جل مجدہ نے بواسطہ نبی کریمؐ بھیج دیئے' ہر چیز کا طریقہ استعمال بتلادیا' یہ جائز ہے یا ناجائز۔ یہ حلال ہے وہ حرام' یہ مفید ہے اور وہ مہلک' یہ سب حضورؐ کی تعلیمات ہیں' پوری کائنات کو صحیح طریقہ پر چلانے کے گر بتلانے والے حضورؐ ہیں' اگر دنیا ان' ے بتلائے ہوئے تعلیمات پر اس کارخانہ نظام کو چلائے گی تو سارا نظام ٹھیک رہے گا' ورنہ ساری دنیا اور ساری انسانیت ہلاکت' بربادی' پریشانی اور اضطراب کا شکار ہوگی' اور سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

بھائیو! اگر اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں اور سب سے بڑی نعمت حضور اقدس کی ہم قدر کریں گے' تو دنیا کی حکومتیں ہماری باجگوار بنیں گی۔ اور یہ واعظانہ بات نہیں بلکہ اپنی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث مولانا عبدالحقؒ "بارگاہ رسالت میں حضور سید دو عالمﷺ کے نام نامی

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا مکتوب گرامی: حضرت شیخ الحدیث کے اس دردوسوز کا ایک نمونہ وہ ہے ہجر وفراق کی تڑپ اور سوزش انہیں بستر علالت پر حضور اقدسﷺ کے نام مکتوب بھیجنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس کی تفصیل حضرتؒ کے تلمیذ دارالعلوم حقانیہ کے مدرس اور صدر مفتی مولانا سیف اللہ خان حقانی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ عشق رسولﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے' راقم الحروف نے یہ خود دیکھا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ دو قسم کے اشخاص کے ماتھے پر بوسہ دیا کرتے تھے' ایک وہ جو مدینہ منورہ سے آیا ہو' محبوبؐ کے وطن سے آنے کی وجہ سے' اور اس وجہ سے بھی کہ اس پر محبوب کے وطن کی ہوا اور گردوغبار لگی ہوئی ہے' اسی خیال اور اسی تصور سے حضرت شیخ الحدیثؒ درج ذیل اشعار کو بطور استدلال پڑھا کرتے تھے۔

(الف)　امر علی الدیار دیار لیلیٰ　　اقبل ذا الجدار وذال الجدار

فما حب الدیار شغفن قلبی　　ولکن حب من سکن الدیار

(ترجمہ)　''میرا جب لیلیٰ کے گاؤں پر گزر رہوتا ہے تو کبھی ایک دیوار کی اور کبھی دوسری دیوار کی تقبیل کرتا ہوں' (یعنی بوسہ دیتا ہوں) اور واقعہ میں میرا گاؤں یا شہر سے کوئی شغف یا محبت نہیں ہے میں اصل میں لیلیٰ پر فریفتہ ہوں جو اس گاؤں کی رہنے والی ہے''

(ب)　ومن مذھبی حب الدیار لا ھلھا　　وللناس فیما یعشقون مذاھب

(ترجمہ) دین عشق میں میرا مذہب ومسلک تو یہ ہے کہ میں در ودیوار سے ان کے رہنے والوں کی وجہ سے عشق ومحبت رکھتا ہوں اور ہر شخص دین عشق میں اپنا الگ مذہب ومسلک رکھتا ہوں''

دوسرا ایسا شخص جو جہاد افغانستان کے سلسلہ میں روسیوں اور روس نواز درندوں کا مخلصانہ مقابلہ کر رہا ہے۔

آخر عمر میں علالت کے ساتھ ساتھ ضعف بھی بڑھ گیا تھا بالخصوص ضعف بینائی' اور اسی وجہ سے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ' درس حدیث سے عاجز رہ گئے تھے مگر اس کے باوجود بھی آخر عمر تک گھنٹہ دو گھنٹہ سبق پڑھا لیا کرتے تھے تاہم پہلے والی حالت نہ رہی تھی جس کا آپ کو سخت صدمہ تھا۔ کبھی کبھار جب اپنی علالت وضعف کا ذکر کرتے تو ارشاد فرماتے توبہ توبہ! معاذ اللہ! یہ ذکر بطور شکوہ کے نہیں بلکہ مقصود اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عجز وکمزوری وناتوانی کا اقرار واظہار ہے' اس کمزوری وناتوانی' ضعف وعلالت کے پیش نظر درس حدیث سے محرومی کے نفذ ور اور عشق رسول سے بیتابی کی وجہ سے انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے نام احقر سے ایک خط لکھوایا۔ اور یہ کوئی نیا معاملہ یا کوئی نئی بات ہرگز نہیں بلکہ تاریخ اور اسلاف کے حالات میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً عمر بن احمد خر پوتیؒ کے شرح ''قصیدہ بردہ عصیدہ الشہدہ'' میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے اور وہ یہ کہ عمر بن احمد خر بوتی اپنی شرح میں قصیدہ بردہ کے اس شعر

کم ابرائت و صباً باللمس راحتہ　　واطلقت ارباً من ربقۃ اللمم

کے تحت لکھتے ہیں کہ میرے استاذ کی اہلیہ محترمہ دل کی بیماری میں مبتلا تھیں صبح وشام ان کو آرام نہ آتا تھا' مریضہ کی چیخ و پکار سے قرب وجوار کے لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی' علاج ومعالجہ سے کوئی افاقہ نہ ہوتا تو ایک دن میرے استاذ نے مجھے فرمایا کہ میری طرف سے امام الانبیاء وسید دو عالم ﷺ کے نام نامی ایک عریضہ لکھیں اور اس میں میری طرف سے حضور نبی ﷺ سے یہ درخواست کریں کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مریضہ کی صحتیابی کے لئے شفاعت فرمائیں۔ عمر بن احمد خر بوتی فرماتے ہیں کہ میں نے اس مضموں کا خط لکھا اور استاذ نے اس خط کو گنبد خضراء کے مکین حضور سید دو عالم ﷺ کو سنانے کیلئے حجاج کرام کے حوالہ کر دیا اور ہم نے حساب سے وہ دن متعین کیا جس دن کہ حجاج کرام مدینہ طیبہ پہنچنے والے تھے' جب وہ دن آیا تو مریضہ بالکل شفایاب ہوگئی اور چیخ وپکار درد و الم اور رنج وغم ختم ہوگیا' جس میں ہم سب

نے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت حمد وشکر ادا کیا۔ چنانچہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ نے بھی ارشاد فرمایا کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں بھی بارگاہ رسالت میں ایک عریضہ لکھوں اور اس میں اپنی درس حدیث سے محرومی اور امراض کے غلبہ کا ذکر ہو کہ درس حدیث کی نعمت سے محروم نہ فرمایا جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے احقر سے یہ خط پورے ادب احترام سے لکھوایا اور جب احقر نے سنایا تو حضور سید دو عالم ﷺ کے ساتھ فرط محبت کی وجہ سے آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ خط کے اختتام پر حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا فرزند من! اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں سرفراز فرمائیں آپ نے تو میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔

اس موقع پر اتفاق سے حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدنی دامت برکاتہم (P.H.O) گولڈ میڈلسٹ جامعہ والے تھے، چنانچہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے ارشاد کے مطابق وہ خط میں نے مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ کے حوالہ کیا۔ جس تاریخ اور جس وقت پر وہ خط وہاں سنایا گیا اس تاریخ اور اس وقت سے حضرت شیخ الحدیثؒ کی حالت میں بہت خوشگوار تبدیلی محسوس ہونے لگی۔

<u>مکتوب گرامی مع ترجمہ:</u> باسمہ تعالیٰ

سیدی وسندی و مولائی سید الثقلین خیر الخلائق کلهم و مولٰیهم رحمة للعالمين نبينا وشفيعنا وسيدنا وسند نا ووسيلتنا وحبيب الله و حبيبنا وما ونا وملجاء ناوملا ذنا وسبب خلقنا لولاه لما خلقنا. صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دائماًابداً عليه وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين. السلام عليكم يا حبيبى فداك ابى وامى وعلى من لديكم . اما بعد! فيقول العبد الضعيف المعترف بالعجز والتقصير المدعو بعبد الحق من ساكنى اكوره ختك من مضافات بشاور الى ضعيف البصر وضعيف السمع و ضعيف سائر القوى وقليل العلم ومريض بصنوف الامراض وقد عالجت بالاطباء الكثيرين. و استعملت الادوية المختلفه ولكن ماحصل لى شفاء وصرت بحيث لااقدر على القيام للتعليم والتعلم وهما كانا من احب اعمالى فالان التمس من كرمكم الميمون ان تشفعوالى فى حضرت الله تعالىٰ العلية ان يرزقنى ايماناً كاملاًوعلماً واسعاً و شفاء تاما من الامراض كلها وتوفيقاً لخدمة الدين واشاعته وان يحفظنى من شر الاشرار كلهم وان يوفقنى للتعليم والتعلم وان يبارك فى اولادى واموالى واحوالى وان يبارك فى مدرستنا الحقانيه مدرسيها وفضلائها وطلابها و معاونيها وخادمها . والصلوة والسلام عليكم وعلى آلكم واصحابكم. **العارض الفقير المحتاج الى الله..... عبده عبدالحق عفا عنه**

(ترجمہ) **سيدى وسندى و مولائى سيد الثقلين خير الخلائق كلهم و مولٰيهم رحمة للعالمين**

نبینا وشفیعنا وسیدنا وسند نا ووسیلتنا وحبیب الله و حبیبنا وما ونا وملجاء ناوملا ذنا وسبب خلقنا لولاہ لما خلقنا. صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دائماًابداً علیه وعلیٰ الهٖ واصحابه اجمعین. السلام علیکم یا حبیبی فداک ابی وامی وعلی من لدیکم . اما بعد!

بندہ ضعیف عبدالحق جو اپنی تقصیر اور عجز کا مقر ہے اور اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کا رہنے والا ہے' عرض کر رہا ہے کہ میں ضعیف البصر' ضعیف السمع بلکہ تمام قویٰ کے اعتبار سے ضعیف ہوں اور اس کے ساتھ قلیل العلم اور امراض مختلفہ کا مریض ہوں' میں نے بہت سے ڈاکٹروں سے رجوع کیا ہے اور مختلف قسم کی ادویہ استعمال کر چکا ہوں لیکن میں اب تک شفایاب نہ ہوسکا ہوں اور میرا یہ حال ہوگیا ہے کہ میرا محبوب مشغلہ تعلیم و تعلم مجھ سے چھوٹ گیا ہے اس لئے آنجناب سے بصد ادب واحترام کے یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں میری یہ شفاعت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان کامل اور علم واسع اور تمام امراض سے شفا تامہ نصیب فرمائیں اور یہ کہ مجھ کو تمام اشرار کے شر سے محفوظ فرمائیں اور تعلیم و تعلم کے لئے توفیق عطا فرمائیں اور یہ کہ میری اولاد اموال واحوال اور ہمارے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مدرسین اور فضلاء طلبہ ومعاونین اور خدام کو برکات سے مالا مال فرمائیں۔

العارض الفقیر المحتاج الی اللہ عبدہ عبدالحق عفاعنہ

O

احقر کے قیام مدینہ کے دوران ناچیز کے نام حضرت اقدسؒ کے خطوط کی ہر ہر سطر اسی والہانہ جذب وشوق عاجزی اور فروتنی کا مظہر ہے ان خطوط کے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

الحمدللہ کہ ناچیز کی زندگی میں یہ سعادت رب العزت نے عطا فرمادی' ہم جیسے نااہلوں پر یہ فضل اس کی شان رحمانیت کا مظہر ہے۔ رب العزت کے فضل بے پایاں کا شکر یہ ہر ہر رگ ومو کے ذریعہ سے اگر تمام عمر سربسجود ہو کر ادا کریں وہ بھی کچھ نہ ہوگا۔ نور چشمی! اس موقع کو غنیمت وفضل عظیم سمجھ کر ضائع نہ کریں' تمام اوقات ذکر الہیٰ وصلوٰۃ وسلام حاضری دربار اقدس واستغفار ودعا میں مشغول رکھیں' خداوند کریم اپنی محبت وعشق سردار کونین ﷺ اور ان کی اطاعت کی توفیق کے ذخیرۂ عظیم سے مالا مال فرمادے۔ نور چشمی! بندۂ ناکارہ روسیاہ پر رب العزت کے احسانات عظیمہ ہیں کہ ایک غریب خاندان میں پیدا کر کے علم وعلماء کے گروہ میں داخل فرمایا مگر واقع میں ناچیز میں نہ علم ہے' نہ عمل' انتہائی روسیاہی کے باوجود ستار العیوب نے عیوب پر پردہ ڈالا ہے۔ خداوند کریم آپ کی دعاؤں کے توسل سے اپنی محبت اور حضور اقدس ﷺ کی محبت قرآن مجید واحادیث مبارکہ اور اس کے توابع کے علوم سے منور فرمادے۔ دین کی خدمت جو محض خلوص وللّٰہیت سے معمور ہو اس کی توفیق رب العزت عطا فرمادے۔ (مکتوب ۱۰ رشوال ۱۳۸۲ھ)

(بقیہ صفحہ نمبر ۹ پر)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آخرت میں جوابدہی کا احساس

آخرت کی ہولناکیاں اور صحابہ کرامؓ کا خوف آخرت

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم .

واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ (آیت ۲۶ سورۃ النزعٰت)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے' پس جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

وفی مقام آخر قال اللّٰہ عزّ وجل ولمن خاف مقام ربہٖ جنّتٰن (آیت ۲۶ سورۃ رحمان)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے سامنے اس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہیں۔

گذشتہ جمعہ کے معروضات کا خلاصہ آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ آرزو اور مقصد اعظم تو ہر مسلمان کا یہی ہے کہ اسے جنت حاصل ہو لیکن وہ کیسے حاصل ہوگی اس کے حصول کا مختصر مگر جامع راستہ اور گُر کونسا ہے؟

معالج روحانی پر اعتماد: ان دونوں آیات میں مالک الملک نے مختصر الفاظ میں بیان فرمادیا ہے یہ کوئی انوکھی اور عقل وسمجھ میں نہ آنے والا نسخہ نہیں جیسے کہ گذشتہ جمعہ میں عرض کر دیا تھا اس عالم اسباب میں بھی مقصود اور مطلوب تب حاصل ہوتا ہے جب اسکے لیے مقرر کردہ اسباب وعوامل کو بروئے کار لایا جائے، دنیا میں ایک مریض اپنا مطلوب یعنی صحت سے مالا مال اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنے معالج کے بتائے ہوئی دوا اور طریق کار پر سو فیصد عمل نہ کرے۔

آخرت میں جواب دہی کا احساس: پہلے آیت میں گناہوں سے محفوظ رہنے کے دو طریقے یعنی روحانی اصلاح اور اعضاء کو اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر استعمال میں لانے کے لیے اہم وضروری عقیدہ یہ ہے کہ مجھے ایک دن اپنے مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہونا ہے، یہ تصور ایسا راسخ ہونا چاہیے کہ شیطان جب بھی گناہوں کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے کے بعد انسان کو اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرے، انسانی سوچ وفکر فوراً یہ حکم الٰہی اپنے سامنے لائے کہ اللہ کے سامنے میرے پیشی کے موقع پر اس عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا، مجھے جواب وجواز پیش کرنا ہوگا، تو میں کیا جواب وجواز کا دلیل پیش کروں گا، یہی انسان فوراً شیطان کے مکاری اور چالبازی کے جال میں

گرفتار ہونے سے بچ جائیگا۔

<u>خواہشات نفس سے بغاوت:</u> اسی آیت مبارکہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کیلئے ایک اور علاج یہ بیان کیا گیا کہ اپنے نفس کو اس کے خواہش پر عمل کرنے سے روک کر ازلی دشمن شیطان لعین کے بربادی سے اپنے آپکو بچایا جاسکتا ہے بدقسمتی سے پہلو میں بیٹھے ہوئے اس خطرناک دشمن لعین کو مسخر کرکے اس کے اصلاح سے ہم غافل ہیں، جو کچھ یہ مانگتا ہے، اس کو دینا اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں، اس کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کو اپنے لیے سعادت فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس کے خواہشات کی تکمیل کی راہ میں اپنے پرائے اور حلال وحرام کی تمیز کرتے ہیں اور نہ احکامات الٰہی کی رعایت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، اور غم وفکر دوسروں کی اصلاح کی رہتی ہے، کہ فلاں اس گناہ کا مرتکب ہورہا ہے۔ اور فلاں اس برے عمل کا شائق ہے، اور اپنے ساتھ نفس امارہ بالسوء کی شکل میں جواژدھا منہ کھولے ڈسنے اور مارنے کے موقع کے انتظار میں ہے اسکی جانب توجہ ہی نہیں۔

<u>حقیقی پہلوان کون ہے؟</u> اصل پہلوان وہ نہیں جو دنگل کے میدان میں اپنے سے مضبوط وخطرناک پہلوان کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقی پہلوان وہ ہے جو اپنے سب سے قریبی اور دن رات کے ساتھی جو کبھی جدا ہونے کا نام بھی نہیں لیتا، اسے شکست دے کر صراط مستقیم پر لانے کے بعد اس کو اپنا مطیع ومسخر بنادے، اور یہ تب ہوگا کہ جس چیز کی نفس امارہ خواہش مند ہو اس سے منہ موڑ کر اس کے خلاف عمل کرو۔ اتنے آسانی سے یہ نہ شکست تسلیم کرتا ہے اور نہ راہ راست پر آتا ہے بلکہ اس کیساتھ اس سلوک پر دوام اور ثابت قدم رہنا ہے اسکو مطیع اور فرمانبردار بنانے کا بہترین طریقہ ہے

<u>حضرت تھانویؒ کا ارشاد:</u> حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بقول ہر کام کرتے وقت سوچ لیا کرو کہ اس میں نفس کو مزہ آتا ہے یا نہیں اگر مزہ اور لذت محسوس ہو تو جان لیجئے کہ یہ گناہ کی ایک صورت ہے اگر اس کے بداثرات کو زائل کرنا ہے تو اسی وقت لذت کو اپنے اوپر مسلط اور غالب نہ کرو بلکہ خود اس کے اوپر غالب ہو جاؤ فوراً اس فعل بد کے برے اثرات خواہ دنیاوی ہوں یا آخروی اور ان پر مرتب ہونے والے عذاب وسزا کو سامنے رکھ کر وقتی لذت ومزہ اور دائمی شرمندگی اور تکلیف کا آپس میں موازنہ کرنے کے بعد آئندہ نفس کی اطاعت پر عمل کرنے کا تصور بھی نہ کرنا، اس خوف کی موجودگی میں پھر گناہ پر عمل کرنا ناممکن ہو جائیگا۔

<u>خالق کی عدالت میں تین حاضریاں:</u> دنیا میں محاسبہ اور عدالتی نظام میں تو مظلوم دردر کی خاک چھاننے اور تمام زندگی عدالتوں میں تاریخیں بھگتانے میں صرف کرکے پھر بھی فیصلہ کی حسرت دل میں ساتھ لے کر موت کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے، مگر خالق کے سامنے پیش ہونے کا سلسلہ بہت لمبا چوڑا اور طویل نہ ہوگا بلکہ تین تاریخوں میں محاسبہ کا فیصلہ ہو کر جنت یا دوزخ کا پروانہ مل جائے گا۔ رحمت دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن الحسن عن أبی هریرة قال قال رسول اللهﷺ یعرض الناس یوم القیامة ثلث عرضات فامّا عرضتان فجدال ومعاذیر واما العرضة الثالثه فعند ذالک تطیر الصحف فی الأیدی فآخذ بیمینه وآخذ بشماله (رواه احمد والترمذی) ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے سامنے لوگوں کو تین دفعہ پیش کیا جائے گا دو دفعہ تو بحث وجرح اور عذر آرائی ہوگی اور تیسرے مرتبہ پیشی پر (جب سوال وجواب اور حساب کتاب کے مراحل مکمل ہو چکے ہونگے) عمل نامے اڑاڑ کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔

آخرت کی سعادت اور رسوائیاں: ان میں سے کچھ لوگ اپنے دائیں ہاتھ میں عمل نامے وصول کرلیں گے، اور بعض لوگ بائیں ہاتھ میں عمل نامے حاصل کرلیں گے، یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ دائیں ہاتھ میں لینے والے دیندار، پرہیز گار، خوش قسمت اور سعادتمند وں کے زمرہ میں شامل ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے نافرمان، بد بخت، گناہ گار اور جہنم کے حقدار ہوں گے۔ جبکہ دائیں ہاتھ میں ملنے والا عمل نامہ حاصل کرنے والوں کیلئے یہ جنت کا پروانہ ہوگا۔ محاسبہ کا یہ عمل چند سو یا چند ہزار لوگوں کے درمیان نہ ہوگا بلکہ اس نجات یا تباہی کا معاملہ اور چھان بھٹک اولین وآخرین یعنی اربوں کھربوں لوگوں کے سامنے ہوگی۔ اس چند روزہ زندگی کے کم تعداد میں لوگوں کے سامنے رسوائی کو ہم میں سے ہر ایک اپنے لیے بے عزتی، ھتک اور اہانت سمجھ کر ایسے مواقع سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ رب مخلوقات کے سامنے حاضری کے موقع پر خدانہ کرے ذلت ورسوائی سے بچنے سے آج ہم میں سے اکثر ایسے غافل ہیں جیسے اگلے عالم میں ہمارا کسی کے سامنا ہی نہ ہوگا، دنیا کے جج اور قاضی کے سامنے عیاری، چالاکی، مکاری، چرب زبانی اور رشوت وغیرہ سے اپنا کام ناجائز طریقہ سے نکالا جاسکتا ہے اور زیادہ یہی کچھ ہو رہا ہے۔ مگر احکم الحاکمین کو تو نہ دھوکا دیا جاسکتا ہے نہ اور کوئی لالچ کار آمد ہو سکتی ہے۔

بارگاہ احکم الحاکمین میں پیشی: اس دنیا کا ایک معمولی افسر جب اپنے ماتحت کو جوابدہی کیلئے اپنے آفس بلاتا ہے تو ہزار بار آپ نے دیکھا ہوگا کہ ماتحت پر ہیبت طاری ہو کر ہونٹ اور ہاتھ کانپنے لگتے ہیں، ٹانگوں میں لرزہ پیدا ہو کر کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا ہے تو جس دن جسے قیامت کہا جاتا ہے جس میں ہزار ہا دہشت، خوف وپریشانیوں کا ہجوم ہوگا اور پھر بادشاہوں کے بادشاہ رب العلمین جسکے رعب ودبدبہ کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے افیسر کے رعب اور دبدبہ کی کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں اسکی پُر جلال بارگاہ میں کھڑے ہونے والوں کا کیا عالم ہوگا، اس مرحلے کی آسانی کا نسخہ ''مرشد اعظمﷺ'' نے بیان فرما کرامت پر اپنے شفقت اور مہربانی کا اظہار جس انداز سے فرمایا۔ اسکی حضور اقدسﷺ کی اس فرمان میں موجود ہے: **وعن ابی سعید الخدریؓ انه اتی رسول اللهﷺ فقال اخبرنی من یقوی علی القیام یوم القیامة الذی قال الله عزوجلّ یوم یقوم النّاس لرّب العالمین فقال یخفف علی المؤمن**

حتی یکون علیه کاالصلوة المکتوبة. ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ تو بتایئے کہ قیامت کے دن جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس دن تمام لوگ ایک ایک کائنات کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے، کسی فرد کو (محاسبہ) کے لیے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کی سکت اور ہمت ہوگی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن مومن کے لیے آسان کر دیا جائے گا حتی کہ وہ دن اس پر فرض نماز کی ادائیگی کے وقت کے برابر ہو جائیگا۔

آخرت کی ہولناکیاں: محترم حضرات! ہم نے اس ہیبت ناک منظر کے بارہ میں اپنے صبح وشام کے مصروفیات اور شور وغل میں مشغول رہنے کے ساتھ کبھی کچھ وقت نکال کر غور بھی کیا ہے، کہ اس سخت دن کیلئے ہم کیا تیاری کر رہے ہیں جو مسلمان کیلئے فرض نماز ادا کرنے کے مقدار کر دیا جائے گا اور کافر کیلئے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، یعنی حقیقت میں تو وہ دن نہایت طویل تو ہوگا مگر ایمان کے نعمت سے مالا مال خوش قسمت کیلئے باوجود لمبا اور مصائب سے بھرپور ہونے کے اللہ اتنا آسان کر دے گا، جتنا وقت فرض نماز کی مختصر مدت میں گزرتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی ہم اور آپ اس کیفیت سے گزرتے ہیں اور اذیت اور مصیبت میں گرفتار شخص پر ایک گھنٹہ، سال کے برابر طویل اور لمبا ہو جاتا ہے کبھی کبھی شب کے دوران دانت یا کسی اور عضو میں تکلیف جب شروع ہوتی ہے تو تکلیف میں مبتلا شخص سمجھتا ہے کہ رات تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی جبکہ سکون وراحت کی نیند سونے والے پر یہی رات ایسا محسوس کرتا ہے کہ لمحوں اور سیکنڈوں میں گزر کر نیند کا کوٹا پورا نہ ہونے کی شکایت کرتا ہے۔ جس شخص کا عقیدہ اور اعمال کامل ومکمل ہونگیں اس کیلئے یہ سخت لمحات بہت زیادہ مختصر، اور جس کے اعمال وکردار میں شریعت کے اعتبار سے کمی اور کمزوری ہو ان کیلئے ہیبت واذیت سے یہ معمور دن ذرا کم مختصر کر دیا جائیگا۔

حضرت ابن عمرؓ کا خوف آخرت: حضرت ابن عمرؓ جب سورت تطفیف کی تلاوت کرتے وقت اور آیت "یوم یقوم النّاس لرّب العالمین" پر پہنچتے تو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے بدحال ہو جاتے۔ حالت ایسی ہو جاتی کہ اس آیت کے مزید آیات کا پڑھنا بھی ناممکن ہو جاتا۔ اور دوسری طرف ہم ہیں۔ کہ زبانی کلامی عقیدہ تو یہی ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کو روز مقررہ اپنے ہر عمل کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے مگر عملاً حقوق اللہ کی پاسداری اور نہ حقوق العباد کے ادائیگی کا خوف ہے۔ شاید اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بس ہمارے لیے صرف کلمہ شہادۃ پڑھنا ہی کافی ہے نہ سماجی زندگی میں اسلامی احکامات کی پابندی اور نہ معاشرتی زندگی اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کے مطابق گزر رہی ہے۔ عمل سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم میں اکثر لوگوں نے اس بڑے اور خوفناک دن اور عظیم الشان ذات حق تعالیٰ جل جلالہ کے روبرو کھڑے ہونے کو بھلا دیا ہے اس غم وفکر کی جگہ نابالغ سے لیکر شیخ فانی تک حضرات ایک ہی مقصد لئے ہوئے ہیں کہ اس مادی وفانی دنیا کے اسباب تعیش کیسے حاصل کیے جائیں، سب کچھ اسی چند سالہ زندگی ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں۔

مولانا انیس الرحمٰن ندوی
فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور-انڈیا

موسمی تبدیلی اور قیامت سیریز

زلزلوں، آتش فشانوں اور زمین کے دھنسائے جانے کے واقعات کی کثرت

قرآن، حدیث اور جدید جیولوجیائی تحقیقات کا ایک مطالعہ

قرآن مجید اور احادیث میں قیامت کی متعدد علامات بیان کی گئی جن میں سماجی، تاریخی، زمینی (کرۂ ارض کے طبیعی حالات) اور کائناتی (فلکیاتی حادثات) علامات تمام شامل ہیں۔ ان میں کرۂ ارض کے طبیعی احوال وکوائف کے سلسلے میں جن علامات کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں زلزلوں اور آتشفشانوں کی کثرت اور کرۂ اض پر زمین کے دھنسائے جانے کے متعدد چھوٹے اور بڑے حادثات کا رونما ہونا وغیرہ ہیں۔ زیر بحث مضمون میں قرآن اور حدیث میں مذکور کرۂ ارض پر واقع ہونے والے ان جیولوجیائی حادثات کا جدید سائنسی تحقیقات وانکشافات کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

زلزلوں کی کثرت: لہٰذا زلزلوں کی کثرت سے متعلق وارد ایک حدیث حسب ذیل ہے جو اکثر کتب حدیث میں مروی ہے: **عن أبی هريرة قال: قال النبی صلى الله عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى يقبض العلم، وتكثر الزلازل، ويتقارب الزمان، وتظهر الفتن، ويكثر الهرج وهو القتل، حتى يكثر فيكم المال فيفيض.**[1] ''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ علم اٹھا نہ لیا جائے، زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے، وقت تنگ نہ ہو جائے، فتنے ظاہر نہ ہو جائیں، اور قتل زیادہ نہ ہو جائیں، اور تم میں مال کی اتنی کثرت نہ ہو جائے کہ وہ بہہ پڑے۔''

اس سلسلے میں وارد ایک اور حدیث اس طرح ہے: **عن سلمة بن نفيل السكونی قال قال رسول الله ﷺ: .. بين يدی الساعة مُوْتان شديد وبعده سنوات الزلازل.''**[2]

''سلمۃ بن نُفَیل السکونیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے قریب شدید وبائی امراض ہوں گے اور اس کے بعد زلزلوں کے سال ہوں گے۔''

پہلی حدیث میں بیان کی گئی قیامت کی چھ علامتوں میں سے پانچ علامتوں کا تعلق سماجی امور سے ہے جو قرب قیامت انسانی معاشرہ کی صورتحال کی تصویر کشی کر رہی ہیں جبکہ ایک علامت (زلزلوں کی کثرت) کا تعلق طبیعی امور سے ہے جو کرۂ ارض کی طبیعی صورتحال کو بیان کر رہی ہے۔اسی طرح دوسری حدیث میں قیامت کی دو طبیعی علامتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک کرۂ ارض پر سخت ترین وبائی امراض کا پھیل جانا ہے[۳]۔اور دوسری علامت زلزلوں کی کثرت ہے۔ یہاں زلزلوں کی کثرت، اس کے اسباب اور سائنسی توجیہ سے بحث کی گئی، جس کا ظہور بیسویں صدی کے نصف آخر میں رونما ہونے والے اہم جیولوجیائی مظاہر میں سے ایک ہے۔اور اب ان کی کثرت میں روزافزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

عالمی تمازت اور زلزلوں کے درمیان ربط و تعلق: اس سلسلے میں سب سے زیادہ چونکانے والا انکشاف یہ ہے کہ موجودہ عالمی تمازت global warming میں اضافہ سے کرۂ ارض پر واقع ہو رہی موسمی تبدیلی کا اثر صرف کرۂ ارض کے موسم، آب وہوا اور اس کے فطری نظاموں پر ہی واقع نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کے اثرات سے طبقات الارض اور قشر ارض کا توازن isostacy بھی بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں، ماہرین۔کے مطابق قشر ارض کے توازن میں واقع ہو رہی یہ تبدیلیاں کرۂ ارض پر مہیب قسم کے حادثات کے وقوعوں کے بند دروازے کو کھول دیں گی۔ان مہیب قسم کے حادثات میں زلزلے، آتشفشاں اور زمین کے دھنسائے جانے کے واقعات وغیرہ شامل ہیں۔

لہذا ان تحقیقات کے مطابق عالمی تمازت میں اضافہ سے زلزلوں، اور آتش فشانوں کے وقوعوں میں بے انتہاء اضافہ ہو رہا ہے اور عالمی تمازت کی شدت میں مزید اضافہ سے ان حادثات کی شدت اور کثرت دونوں میں مزید اضافہ متوقع ہے۔کرۂ ارض پر ان مہیب قسم کے حادثات کے رونما ہونے کیلئے دراصل کرۂ ارض کے برفشاروں ice sheets کے بڑے پیمانے پر پگھلنے کو ذمہ دار مانا جا رہا ہے، جو عالمی تمازت میں اضافے کے باعث اب بڑے پیمانے پر پگھلنا شروع ہو چکے ہیں۔سائنسدانوں کے مطابق کرۂ ارض کے برفشاروں کے پگھلنے سے کرۂ ارض پر دو طرح کی زلزلیاتی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے: ۱-مقامی ۲-عالمگیر۔

جن کی تفصیل اور واقع ہونے کے اسباب حسب ذیل ہیں: مقامی زلزلوں سے مراد وہ زلزلے ہیں جو ان منطقوں میں رونما ہوتے ہیں جہاں برفشار موجود ہوتے ہیں اور ان دیوہیکل برفشاری پہاڑوں کے پگھل کر ٹوٹ گرنے اور بہہ پڑنے کے سبب زمین میں ارتعاش tremor پیدا کرتے ہیں۔اس قسم کے زلزلوں کو ''برفشاری زلزلے'' بھی کہا جاتا ہے:

Glacial earthquakes" caused when the rivers of ice lurch unexpectedly and produce temblors as strong as magnitude 5.1 on the moment-magnitude scale.[۴]

''برفشاری زلزلے اس وقت واقع ہوتے ہیں جب برفانی ندیاں غیر متوقع طور پر لڑھک جاتی ہیں اور تقریباً ۵.۱ کے مومنٹ میگنی ٹیوڈ اسکیل کی جسامت کے زلزلے پیدا کرتے ہیں۔''

ایک تحقیق کے مطابق گرین لینڈ میں ۱۹۹۳ء اور ۲۰۰۵ء کے درمیان واقع ہوئے ۱۸۲ متوسط زلزلے جن کی جسامت ۴ء۵ اور ۰ء۵ کے درمیان ہے ان میں سے اکثر برفشاروں کی حرکت کی وجہ سے رونما ہوئے ہیں۔ لہذا عالمی تمازت میں مستقل اضافہ سے گرین لینڈ کے برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے وہاں برفشاری زلزلوں کے وقوعوں میں ہر سال اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ سن ۲۰۰۲ء سے اب تک وہاں ان برفشاری زلزلوں کے وقوعوں میں دوگنا سے زیادہ اضافہ درج کیا گیا ہے۔[۵]

ناسا NASA اور امریکی جیولوجیائی سروے USGS کے مطابق یہ برفشاری زلزلے کرۂ ارض پر موجود برفشاری منطقوں میں ہر جگہ واقع ہو رہے ہیں، جن میں گرین لینڈ، انٹارٹکا، الاسکا اور کرۂ ارض کے دوسرے برفشاری کوہستانی منطقے وغیرہ شامل ہیں۔[۶]

کرۂ ارض کے برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے واقع ہونے والے زلزلوں کی نوعیت صرف مقامی نہیں ہوگی، بلکہ اسکے اثرات سے پورا کرۂ ارض متاثر ہو رہا ہے۔ یعنی کہ زلزلوں کا وقوع محض ان علاقوں تک محدود نہیں رہے گا جہاں برفشار ٹوٹتے ہیں بلکہ سائنسدانوں کے مطابق عالمی پیمانے پر زلزلوں کے وقوعوں میں اضافہ کے امکانات بھی بڑھ گئے ہیں۔

لہذا متعدد ماہرین علم طبقات الارض کا ماننا ہے کہ عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے برفشاروں کے پگھلنے سے قشر ارض پر سے بڑے پیمانے پر دباؤ گھٹ جائیگا جس سے سخت ترین جیولیوجیائی حادثات مثلاً آتش فشاں، زلزلے، سنامی وغیرہ واقع ہونے کے خطرات بڑھ جائیں گے۔ البرٹا یونیورسٹی کے ماہر ارضیات پیٹرک وو Patrick Wu کی تحقیقات کے مطابق گرین لینڈ، انٹارٹکا اور دوسرے براعظمی برفشاروں کے بڑے پیمانے پر پگھل کر ان کے پانی کے بڑے پیمانے پر سمندروں میں منتقل ہونے کی وجہ سے ایک طرف ان براعظموں کے موجودہ وزن میں بڑے پیمانے پر کمی واقع ہو رہی ہے تو دوسری طرف سمندری سطح میں اضافے کے ساتھ یہ وزن سمندری قشر ارض پر منتقل ہو جائے گا، جو قشر ارض میں عدم توازن پیدا کرے گا۔ دراصل قشر ارض crust جس پر براعظم اور سمندر واقع ہیں وہ انتہائی حساس واقع ہوا ہے۔ زلزلوں کے وقوعوں کے بعض ایسے رکارڈس بھی موجود ہیں جو کرۂ ارض پر بڑے ڈیموں dam میں پانی کے بڑے پیمانے پر ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے پانی کے وزن کی زیادتی کے سبب واقع ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس کرۂ ارض کے برفشاروں کا حجم اور وزن بے پناہ زیادہ ہے۔ لہذا ایک مکعب میٹر cubic meter برف کا وزن تقریباً ایک ٹن (ایک ہزار کلوگرام) ہوتا ہے، جبکہ کرۂ ارض پر برفشاروں کا کل حجم تقریباً ۲ء۱۰ ملین مکعب کلومیٹر (۹ ملین میل مکعب میل) ہے، لہذا ان برفشاروں کا چھوٹے پیمانے پر پگھلنا بھی ارضیاتی اعتبار سے بڑی تباہی لاسکتا ہے۔ پیٹرک کہتا ہے:

What happens is the weight of this thick ice puts a lot of stress on the earth. The weight suppresses the earthquakes but when you melt the ice the earthquakes get triggered.[۷]

''ہوتا یہ ہے کہ اس موٹی برف کا وزن کرۂ ارض پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتا ہے۔ یہ دباؤ زلزلوں کو فرو کر دیتا ہے لیکن جب آپ اس برف کو پگھلا دیں تو زلزلے دوبارہ شروع ہو جاتے ہیں۔''

پیٹرک کی تحقیقات کے مطابق انٹارٹکا کے برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے زلزلوں اور زیر آب زمینی کھسکاؤ landslide وغیرہ جیسے تباہ کن حادثات کا وقوع شروع ہو چکا ہے اور اس کے مطابق عالمی تمازت میں مزید اضافے سے مستقبل میں زلزلوں کی کثرت اور شدت میں مزید اضافہ واقع ہوگا۔[8]

امریکی خلائی ادارے NASA اور امریکی جیولوجیائی سروے USGS نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ موسمی تبدیلی کے سبب برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے کرۂ ارض کی زلزلیاتی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مذکورۂ بالا اداروں نے الاسکا کے برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے وہاں رونما ہو رہے جیولوجیائی حوادث کا مطالعہ کرنے کے بعد حسب ذیل رپورٹ پیش کی ہے:

In a new study, NASA and United States Geological Survey (USGS) scientists found that retreating glaciers in southern Alaska may be opening the way for future earthquakes. The study examined the likelihood of increased earthquake activity in southern Alaska as a result of rapidly melting glaciers. As glaciers melt they lighten the load on the Earth's crust. Tectonic plates, that are mobile pieces of the Earth's crust, can then move more freely.[9]

''ایک نئی تحقیق میں ناسا اور یو ایس جی ایس کے سائنسدانوں نے یہ دریافت کیا ہے کہ جنوبی الاسکا میں برفشاروں کا پگھلنا مستقبل میں زلزلوں کے وقوعوں کے لئے امکانی طور پر راہ ہموار کرے گا۔ اس تحقیق نے اس بات کی جانچ پڑتال کی ہے کہ جنوبی الاسکا میں برفشاروں کے تیزی سے پگھلنے کی وجہ سے وہاں زلزلیاتی سرگرمیوں کی زیادتی کا امکان زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ جب برفشار پگھلتے ہیں تو وہ قشر ارض پر سے وزن کم کر دیتے ہیں۔ کرہ ارض کی ساختمانی تختیاں جو قشر ارض کے متحرک ٹکڑے ہیں اس کے سبب زیادہ آزادی سے حرکت کر سکتی ہیں۔''

<u>کرۂ ارض کی آتشفشانی سرگرمیوں میں اضافہ:</u> ایک اور ماہر ارضیات ایلن گلازنر Alan Glazner کے مطابق برفشاروں کے پگھلنے سے کرۂ ارض پر آتشفشاں کے پھٹنے کے حادثات میں بھی اضافے ہونگے۔ اسکی تحقیقات حسب ذیل ہیں:

When you melt glacial ice, several hundred metres to a kilometre thick . . . 'ou've decreased the load on the crust and so you've decreased the ressure holding the volcanic conduits closed. They're cracks, that's how nagmas get to the surface . . . and where they hit the surface, that's where

you get a volcano. [۱۰]

''جب آپ برفشاروں کو چند سو میٹر سے ایک کلومیٹر تک پگھلا دیں گے۔۔۔تو آپ قشر ارض پر سے بوجھ کو گھٹا دیتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اس دباؤ کو بھی گھٹا دیا جو آتشفشاں کی نالیوں conduits کو بند کئے ہوئے تھے۔ یہ ایسے شگاف ہوتے ہیں جن کے ذریعہ برکانی مواد magma سطح زمین پر امنڈ آتا ہے۔لہذا یہ جہاں سطح زمین پر نکل آتے ہیں وہیں آپ آتشفشاں واقع ہوتا ہوا پائیں گے۔''

ایک برطانوی ماہر ارضیات بل میک گیئر Bill McGuire نے کرۂ ارض پر اس نئی پیدا شدہ صورتحال کی تصویر کشی اس طرح کی ہے:

All over the world evidence is stacking up that changes in global climate can and do affect the frequencies of earthquakes, volcanic eruptions and catastrophic sea-floor landslides, [۱۱]

''پوری دنیا سے یہ شواہد جمع ہوتے جارہے ہیں کہ عالمی موسم میں تبدیلی سے زلزلوں، آتشفشانوں اور سمندری فرش پر تباہ کن زمینی کھسکاؤ کے حادثات میں اضافہ ہوسکتا ہے اور ہوگا۔''

یہاں یہ نقطہ ملحوظ رہے کہ قرآن اور حدیث میں جہاں کہیں بھی آتشفشانوں کا تذکرہ آیا ہے وہ زلزلوں کے ضمن ہی میں آیا ہے۔یعنی کہ ان دونوں وقوعوں کا تذکرہ یا تو ساتھ ساتھ یکجا طور پر آیا ہے یا ان دونوں کے لئے صرف زلزلوں کا تذکریہ کیا گیا ہے۔قرآن اور حدیث کے اس طرز بیان میں دراصل ایک عظیم علمی اعجاز پوشیدہ ہے۔وہ یہ کہ جدید جیولوجیائی انکشافات سے پتہ چلا ہے کہ کرۂ ارض کی تمام تر زلزلیاتی سرگرمیاں دراصل کرۂ ارض کی آتشفشانی سرگرمیوں ہی کا پیش خیمہ ہوتی ہیں، یعنی کہ کرۂ ارض پر جب کبھی زلزلہ آتا ہے تو وہ زیر زمین آتشفشاں کے پھٹنے کے باعث ہی آتا ہے، یعنی کہ یہ دونوں حادثات لازم اور ملزوم ہیں[۱۲]۔اسی وجہ سے قرآن اور حدیث میں آتشفشانوں کا کہیں الگ سے تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو زلزلوں کی کثرت سے متعلق احادیث کی پیشین گوئی زلزلوں اور آتشفشانوں دونوں کی کثرت کی غماضی کرتی ہے۔

بیسویں صدی کے زلزلوں کا ایک ریکارڈ: اس سلسلے میں بیسویں صدی میں واقع ہوئے زلزلوں کے رکارڈ کا ایک جائزہ کئی زاویں سے خاصی اہمیت کا حامل ہے، جن کے اعداد وشمار سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ زلزلوں کے وقوعوں کی کثرت کا مظہر درحقیقت بیسویں صدی کے نصف آخر سے ہی شروع ہوچکا ہے، جس کا سائنسی حلقوں میں اب تک انتہائی شدومد کے ساتھ انکار کیا جاتا رہا تھا اور یہ باور کرایا جاتا رہا کہ کرۂ ارض کی زلزلیاتی سرگرمیاں معمول کے مطابق چل رہی ہیں اور ان میں کوئی واضح فرق واقع نہیں ہوا ہے۔ درجۂ ذیل جدول میں بیسویں صدی میں واقع ہوئے زلزلوں کے وقوعوں کے اعداد وشمار ملاحظہ ہوں جن کو ہم نے امریکی جیولوجیائی سروے USGS کے ذیلی

ادارے ANSS کے ڈیٹا بیس [۱۳] database سے حاصل کیا ہے:

دہائی	جسامت ۴ تا ۴٫۹	جسامت ۵ تا ۵٫۹	جسامت ۶ تا ۶٫۹	جسامت ۷ تا ۹٫۹	دہائی کا کل
۱۹۰۰	۰	۰	۳	۱۸	۲۱
۱۹۱۰	۰	۰	۱۲	۱۵	۲۷
۱۹۲۰	۲	۲	۱۷	۱۱	۳۲
۱۹۳۰	۵۱۹	۵۹	۵۵	۹	۶۴۲
۱۹۴۰	۵۷۳	۸۹	۴۳	۱۷	۷۲۲
۱۹۵۰	۱۰۴۰	۱۳۰	۱۱۷	۱۵	۱۳۰۲
۱۹۶۰	۲۱۵۸۶	۸۳۰۶	۵۳۱	۵۷	۳۰۴۸۰
۱۹۷۰	۲۶۶۱۰	۱۴۲۲۴	۸۸۴	۱۱۳	۴۱۸۳۱
۱۹۸۰	۳۸۳۵۵	۱۴۶۵۱	۷۴۳	۳۳	۵۳۷۸۲
۱۹۹۰	۶۳۲۱۵	۱۳۰۴۱	۱۱۳۹	۱۱۵	۷۷۵۱۰
۲۰۰۰ (۲۰۰۸ تک)	۸۹۰۴۷	۱۳۱۶۵	۱۲۶۷	۱۲۴	۱۰۳۶۰۳

جدول ۱: بیسویں صدی میں واقع ہوئے زلزلوں کے اعداد و شمار

اس جدول میں ۱۹۶۰ء سے پہلے اور بعد کے زلزلوں کی تعداد میں واضح فرق دکھائی دے رہا ہے۔ مگر مذکورہ بالا ادارے نے اس سلسلہ میں یہ تصریح پیش کی ہے کہ چونکہ زلزلہ پیما مراکز کا قیام بڑے پیمانے پر گزشتہ صدی کی ساٹھ کی دہائی میں عمل میں آیا اس لئے اس سے قبل کے اکثر زلزلے رکارڈ نہیں کئے جا سکے۔ اس کے باوجود بھی اگر ساٹھ کی دہائی کے بعد کے زلزلوں کے اعداد و شمار ملاحظہ کئے جائیں تو ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم ساٹھ کی دہائی کے بعد تقریباً ہر جسامت magnitute کے زلزلوں میں بے انتہاء اضافہ واقع ہوا ہے۔ بالخصوص جسامت ۴ تا ۵ کے زلزلوں میں محیر العقول زیادتی واقع ہوئی ہے۔ اور صرف تین دہائیوں میں (گزشتہ صدی کی اسی کی دہائی سے اب تک) زلزلوں کے وقوعوں میں سو فیصدی اضافہ درج ہوا ہے۔ جو ایک محیر العقول زیادتی ہے۔

اب جہاں تک بیسویں صدی کے نصف آخر میں زلزلوں کے کثرت وقوع کے سبب کا تعلق ہے تو مذکورہ بالا توجیہ کی رو سے موسمی تبدیلی اور اسکی وجہ سے کرۂ ارض کے برفشاروں کا پگھلنا ہی ایک اہم سبب قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے کرۂ ارض کے برفشاروں کے پگھلنے کا مظہر بیسویں صدی کے نصف آخر ہی سے شروع ہو چکا تھا۔ بہر حال حدیث شریف کی پیشین گوئی کہ قرب قیامت زلزلوں کی کثرت ہوگی اب ایک سائنسی مسلمہ بن چکی ہے جس کا وقوع دراصل بیسویں صدی کے نصف آخر سے ہی شروع ہو چکا ہے اور روز افزوں ان کے وقوعوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جدید تحقیقات بتا رہی ہیں کہ آنے والے دنوں میں زلزلوں کی کثرت اور شدت دونوں میں بے

انتہاء اضافہ ہوگا جو کرۂ ارض کے مکینوں کے لئے ہلاکت خیز ثابت ہوگا۔

جب کرۂ ارض زلزلوں کی کثرت سے لرز اٹھے گا! کرۂ ارض پر زلزلوں کی کثرت میں اب تک واقع ہوا اضافہ یہاں کے اوسط درجہء حرارت میں محض ۰٫۸ ڈگری کے اضافہ کے سبب رونما ہوا ہے۔ جبکہ اقوام متحدہ کے بین الحکومتی ادارے برائے موسمی تبدیلی کی حالیہ رپورٹ (۲۰۰۷ء) کے مطابق اس صدی کے اختتام تک کرۂ ارض کے درجہء حرارت میں ۸ تا ۱۰ ڈگری تک کا اضافہ ممکن ہے[۱۴]۔ ماہرین ارضیات کے مطابق کرۂ ارض کے اوسط درجہء حرارت میں محض ۳٫۵ ڈگری کے اضافہ سے انٹارٹکا، گرین لینڈ اور کرۂ ارض کے دوسرے کوہستانی گلیشئرز پگھل کر ختم ہو سکتے ہیں[۱۵]۔ اس تناظر میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آنے والے وقت میں کرۂ ارض کو زلزلوں سے کسقدر مہیب قسم کے خطرات لاحق ہوں گے۔ اور یہ صدی زلزلیاتی اور آتشفشانی سرگرمیوں کی رو سے کرۂ ارض کے کینوں کیلئے کسقدر تباہ کن ثابت ہوگی۔ لہذا ایک حدیث میں قیامت کے قریب کرۂ ارض پر زلزلوں کی ہولناکی سے پیدا شدہ اس سنگین صورتحال کی تصویر کشی حسب ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے: **عن أبی هريرة رضی الله عنه أنه قال: يوشک أن لا تجدوا بيوتا تكنكم، تهلكها الرواجف، ولا دواب تبلغوا عليها فی أسفاركم، تهلكها الصواعق.**[۱۶]

حضرت أبو ہریرہؓ فرماتے ہیں: قریب ہے کہ تم کوئی بھی گھر نہ پاؤ جو تم کو آسرا دے، جن کو زلزلوں کے جھٹکے ڈھا دیں گے۔ اور نہ تم کوئی جانور پاؤ جن پر تم سفر کر سکو جن کو بجلیاں ہلاک کر دیں گی۔

اس حدیث میں کرۂ ارض پر قیامت کے قریب زلزلوں کی بے انتہاء کثرت اور ان کی ہمہ گیری کی جو بھیانک تصویر کشی کی گئی ہے اس کو اوپر دیئے گئے جدول نمبر ا میں زلزلوں کی بڑھتی ہوئی کثرت اور عالمی تمازت میں مستقبل میں متوقع اضافہ کے اندازوں کی روشنی میں سمجھنا نہ انتہائی آسان ہوگیا ہے۔ جس سے اس حدیث میں بیان کی گئی تصویر کشی نہ صرف حتمی لگ رہی ہے بلکہ کرۂ ارض اس صورتحال سے عنقریب دوچار ہو کر رہے گا۔

اس طرح جدید سائنسی تحقیقات واکتشافات نے قیامت کے قریب زلزلوں کی کثرت اور ان کی شدت کے سلسلہ میں مروی مختلف اور گوناگوں روایات کی صداقت پر مہر ثبت کردی ہے، جو زلزلوں کے سلسلہ میں کرۂ ارض کے ماضی، حال اور مستقبل تینوں کو انتہائی دقیق اور پُر از حکمت طریقہ سے بیان کر رہے ہیں۔ جس سے ایک طرف احادیث اور جدید سائنسی تحقیقات کے درمیان ربط اور ہم آہنگی کا اثبات ہوتا ہے تو دوسری طرف اس سے قرب قیامت کا اشارہ بھی مل رہا ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ دراصل کرۂ ارض کی موجودہ موسمی تبدیلی ہی قیامت کا پیش خیمہ ثابت ہونے جارہی ہے۔[۱۷]

کرۂ ارض کی تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے اس سلسلے کا ایک اور اہم ترین انکشاف یہ ہے کہ زلزلوں اور آتشفشانوں کے حادثات میں اچانک کثرت کے واقعات کرۂ ارض کی قدیم (جیولوجیائی) تاریخ میں کئی مرتبہ واقع ہو چکے ہیں۔ چونکہ کرۂ ارض کی تاریخ میں متعدد مرتبہ کروی تمازت میں کمی اور زیادتی واقع ہو چکی ہے جس کی وجہ سے کرۂ ارض پر موسمی تبدیلیاں وقفہ در وقفہ سے واقع ہوتی رہی ہیں،[۱۸] جس کی وجہ سے کرۂ ارض کے یہ بر فشار بھی مسلسل بن

رہے ہیں اور پگھل کر ختم ہو رہے ہیں۔ لہذا جب کبھی عالمی تمازت میں اضافہ سے یہ برفشار پگھل کر ختم ہوئے ہیں تب تب کرۂ ارض پر زلزلوں اور آتشفشانی وقوعوں میں کثرت واقع ہوئی ہے، جس کے ٹھوس جیولوجیائی شواہد سائنسدانوں نے دریافت کر لئے ہیں۔ لہذا میک گیئر اس سلسلہ میں لکھتا ہے:

Not only has this happened several times throughout Earth's history, (but) the evidence suggests it is happening again.[19]

''یہ مظہر (زلزلوں اور آتشفشانوں کا کثرت وقوع) کرۂ ارض کی پوری تاریخ میں نہ صرف متعدد مرتبہ واقع ہو چکا ہے بلکہ شواہد بتا رہے ہیں یہ مظہر دوبارہ واقع ہو رہا ہے۔''

کرۂ ارض کی تاریخ میں واقع ہوئے ان عظیم ترین واقعات (موسمی تبدیلیاں) اور پھر ان کے ضمن میں واقعہ ہوئے حادثات کا مطالعہ کئی زاویوں سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جن کے اسباب و وجوہات پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں تفصیلی بحث راقم نے اپنی زیرِ طبع کتاب ''موسمی تبدیلی اور قیامت'' میں کی ہے۔

زمین کے دھنسنے ''خسف'' کے واقعات احادیث میں قیامت کی علامات کے طور پر ایک اور اہم جیولوجیائی حادثہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس کو احادیث میں ''خسف'' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ''خسف'' کے معنی زمین کے دھنسائے جانے کے ہیں۔ لہذا اس سلسلہ میں مروی بعض روایات حسب ذیل ہیں: **عن طارق بن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "بین یدی الساعة مسخ وخسف وقذف.**[20]

حضرت طارق بن عبداللہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب مسخ (چہروں کے بگاڑ دیے جانے)، زمین کے دھنسائے جانے اور قذف (آسمانی پتھروں کے برسائے جانے) کے واقعات رونما ہونگے۔۔ حاکم نے مستدرک میں ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے قیامت کی نشانیوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: **"القذف والخسف والرجف."**[21] قذف، زمین کا دھنسایا جانا اور زلزلے''

زمین کے دھنسائے جانے کے ان عمومی واقعات کے علاوہ احادیث میں زمین کے دھنسائے جانے کے تین بڑے واقعات کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ جن کو محدثین نے قیامت کی دس بڑی علامتوں میں سے تین علامتیں قرار دیا ہے۔ لہذا تقریباً تمام بڑی کتب حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ قیامت کے قریب کرۂ ارض پر زمین کے دھنسائے جانے کے حسب ذیل تین بڑے واقعات رونما ہوں گے: **عن حذیفة بن أسید عن النبی ﷺ قال: لاتکون الساعة حتی تکون عشر آیات: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب وخسف فی جزیزة العرب....**[22] ''حضرت حذیفہ بن اسیدؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ دس علامتیں ظاہر نہ ہو جائیں: مشرق میں زمین کا دھنسایا جانا، مغرب میں زمین کا دھنسایا جانا اور جزیزۃ العرب میں زمین کا دھنسایا جانا۔۔۔''

زمین کے دھنسائے جانے کی ان تین بڑے واقعات کو محدثین نے قیامت کی علاماتِ کبریٰ (قیامت کی دس بڑی نشانیوں) میں شمار کیا ہے۔لہٰذا اب یہاں سوال یہ ہے کہ خسف کا مظہر کیا ہے؟ اور وہ کب اور کیسے واقع ہوگا؟ اور اسکی جیولوجیائی توجیہ کیا ہے؟ سب سے پہلے خسف کے لغوی معنی سمجھ لینا ضروری ہیں۔لہٰذا خسف کے لغوی معنی حسب ذیل ہیں: الخسف: سؤوخ الأرض بما علیھا۔ [۲۳] ''خسف: زمین کا اپنے اوپر موجود اشیاء کیساتھ دھنس جانا۔''

خسف المکان یخسف خسوفا: ذھب فی الأرض۔ [۲۴]

''خسف المکان، یخسف خسوفا یعنی: زمین کے اندر چلا جانا۔''

دراصل زمین کے دھنسائے جانے کا مظہر بھی کرۂ ارض پر عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے رونما ہونے والے اہم ترین جیولوجیائی مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔جیسا کہ اوپر اس کی تفصیل بیان کی گئی کہ عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے کرۂ ارض کے برفشار بڑے پیانہ پر پگھل کر ختم ہورہے ہیں جن کی وجہ سے کرۂ ارض کی ساختمانی تختیوں کے توازنی تعادل isostatic equilibrium کو سنگین قسم کے خطرات لاحق ہیں۔اور جیسا کہ اسکی تفصیل بھی اوپر بیان کی گئی کہ دراصل کرۂ ارض پر زلزلیاتی اور آتشفشانی سرگرمیوں میں اضافہ کیلئے بھی یہی سبب ذمہ دار ہے۔لہٰذا علم طبقات الارض، علم زلزلیات اور علم البحر کی جدید تحقیقات نے احادیث میں مذکور زمین کے دھنسائے جانے کے اس مظہر کی متعدد طریقوں سے تصدیق کردی ہے۔ان تحقیقات کی رو سے کرۂ ارض پر زمین (قشر ارض) کے دھنسائے جانے کے واقعات کے واقع ہونے کے امکانات حسب ذیل تین وجوہات کی بنا پر قوی تر ہیں، جن کی نوعیت عالمگیر ہوگی:

۱- سمندری سطح میں اضافہ کی وجہ سے براعظمی حصہ کا لڑھکنا landslides

۲- قشر ارض کا دھنسنا sinking of earth's crust

۳- گیس ہیڈریٹ gas hydrates کے خروج کی وجہ سے براعظمی فرش کا لڑھکنا

یہاں ان تینوں قسم کے امکانات پر مختصر ابحث کی جاتی ہے:

<u>سمندری سطح میں اضافہ کی وجہ سے براعظمی حصہ کا لڑھکنا:</u> جیسا کہ اسکی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے کہ عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے کرۂ ارض کے برفشار بڑے پیانے پر پگھل رہے ہیں جس کی وجہ سے سمندری سطح میں اضافہ ہورہا ہے۔سمندری سطح کے اس اضافہ اور نتیجۃً پانی کے دباؤ کی زیادتی کی وجہ سے وہ براعظمی منطقہ جو زیر آب آتا ہے بہت زیادہ دباؤ کا شکار ہوتا ہے اور پھر یہ دباؤ زیر آب براعظمی حصہ کے لڑھکنے یا دھنسنے کا سبب بنتا ہے۔جدید جیولوجیائی تحقیقات کے مطابق سطح سمندر کی اس زیادتی کی وجہ سے کرۂ ارض پر زلزلوں اور آتشفشانی سرگرمیوں میں اضافہ کیساتھ ساتھ زیر آب زمینی کھسکاؤ landslides کے واقعات میں بھی اضافہ برابر جاری ہے۔اس سلسلہ میں برطانوی ماہر ارضیات بل میک گیئر Bill McGuire کرۂ ارض پر اس نئی پیدہ شدہ صورتحال کے متعلق لکھتا ہے:

All over the world evidence is stacking up that changes in global climate

can and do effect the frequencies of earthquakes, volcanic eruptions and catastropic sea-floor landslides.[۲۵]

پوری دنیا سے یہ شواہد جمع ہوتے جارہے ہیں کہ عالمی موسم میں تبدیلی سے زلزلوں، آتشفشانوں اور سمندری فرش پر تباہ کن زمینی کھسکاؤ کے حادثات میں اضافہ ہوسکتا ہے اور ہو رہا ہے۔''

میک گیئر کے مطابق سطح سمندر میں موجودہ اضافہ کی وجہ سے زیر آب زمینی کھسکاؤ کے واقعات میں اضافہ روز افزوں ہے اور آنے والے سالوں میں سطح سمندر میں مزید سے کرۂ ارض پر زیر آب زمینی کھسکاؤ کے تباہ کن حادثات میں خوفناک حد تک اضافہ متوقع ہے۔

<u>قشرارض کا دھنسنا sinking of the crust</u> خسف کے اس مظہر کو سمجھنے کے لئے علم طبقات الارض کے ایک نظریہ کو سمجھنا ضروری ہے جسے قشرارض کا توازن isostacy of the crust کہا جاتا ہے۔ اس کے مطابق کرۂ ارض کا قشر crust ساختمانی تختیوں کی شکل میں اپنے نیچے موجود نسبتاً نرم اور کم کثیف مادے یعنی ''غلاف ارض'' mantle پر قائم ہیں۔ لہذا کرۂ ارض کی سطح پر جہاں کہیں بھی وزن کی زیادتی ہوگی اس کے نیچے موجود قشرارض کی ساختمانی چٹانیں زمین کے اندر اتنی ہی زیادہ دھنسی ہوئی ہوں گی۔ مثلاً کرۂ ارض کے پہاڑ جو قشرارض پر قائم ہیں وہ سطح زمین کے اوپر جتنے زیادہ بلند ہیں ان کا اس سے زیادہ حصہ غلاف ارض میں انکے بار بوجھ کی وجہ سے دھنسا ہوگا ہے۔ یہی حال کرۂ ارض کے برفشاروں کا بھی ہے۔ لہذا کرۂ ارض پر برفشاروں کے بڑے پیمانے پر موجود ہونے کی وجہ سے بھی ان کے نیچے موجود قشرارض بہت گہرائی تک زمین کے اندر دھنسا ہوا ہے اور جب عالمی تمازت میں اضافہ کے باعث یہ برفشار پگھلتے ہیں تو اس کی وجہ سے قشرارض پر وزن میں کمی واقع ہوگی اور پھر ان کے بار بوجھ تلے دھنسا ہوا قشری حصہ دوبارہ سطح سمندر کے اوپر بڑے پیمانے پر نمودار ہونا شروع ہو جائے گا (ملاحظہ ہو شکل ۱)۔ اسکو ایک سادہ سی مثال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً لکڑی کا ایک ٹکڑا جس پر کوئی وزن نہ ہو وہ پانی کی سطح کے اوپر تیرتا رہتا ہے۔ اگر لکڑی کے اس ٹکڑے پر کوئی بھاری بھرکم چیز رکھ دی جائے تو لکڑی کا یہ ٹکڑا اپنے اوپر موجود وزن کے بقدر پانی میں ڈوبتا چلا جائیگا۔ اور جب آپ اس لکڑی کے اوپر سے بتدریج وزن گھٹاتے چلے جائیں تو پھر یہ ٹکڑا بھی دوبارہ بتدریج پانی کے اوپر نمودار ہونا شروع ہو جائیگا۔ بالکل یہی حال قشری چٹانوں کا بھی ہے۔ لہذا ماہرین ارضیات نے اس سلسلہ میں کئی ایک اہم جیولوجیائی شواہد بھی دریافت کر لئے ہیں جو اس نظریہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

The formation of ice-sheets can cause the Earth's surface to sink. Conversely, isostatic post-glacial rebound is observed in areas once covered by ice-sheets which have now melted, such as around the Baltic Sea and Hudson Bay. As the ice retreats, the load on the lithosphere and asthenosphere is reduced and they rebound back towards their equilibrium levels. In this way, it is possible to find former sea-cliffs and

associated wave-cut platforms hundreds of metres above present-day sea-level.[26]

''برفشاروں کا جماؤ سطح زمین (قشر ارض) کے دھنسنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کے برعکس مابعد برفانی اچھال ان علاقوں میں دیکھنے میں آیا ہے جو کبھی برفانی چادروں سے ڈھکے ہوئے تھے اور اب وہ پگھل چکے ہیں، جیسے خلیج بالٹک اور خلیج ہڈسن کے اردگرد دیکھا گیا۔ جب برف پگھلتی ہے تو کرۂ حجری اور کرۂ آتشیں پر سے بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے، اور وہ اپنی توازنی سطح کی طرف دوبارہ واپس اچھل آتے ہیں۔ اس طرح اب سابقہ سمندری چٹانوں اور ان سے متصل پلیٹ فارموں کو موجودہ سطح سمندر سے سیکڑوں میٹر اوپر دیکھا جانا ممکن ہوگیا ہے (جو کبھی برفشاروں کے بوجھ تلے زمین کے اندر دھنسے ہوئے تھے)۔''

چونکہ کرۂ ارض پر برفانی چادریں کرۂ ارض کے تقریباً 16,361,370 مربع کلومیٹر کو گھیری ہوئی ہیں اور ان کی اوسط موٹائی ۲ تا ۴ کلومیٹر ہے۔ گویا کہ یہ اپنے آپ میں عظیم الشان برفانی پہاڑی سلسلے ہیں، جن کا کل حجم ۲ء۱۰ ملین مکعب کلومیٹر (۹ ملین میل مکعب میل) ہے۔ لہذا کرۂ ارض کے یہ برفانی پہاڑ اگر پوری طرح پگھل جائیں جو کرۂ ارض کے درجہء حرارت میں محض ۵ء۳ ڈگری کے اضافہ سے ممکن ہے (اسیمو گائیڈ ٹو سائنس، اسحاق اسیمو)، تو ان کا یہ بے پناہ وزن سطح سمندر میں اضافے کی شکل میں قطبی منطقوں سے کرۂ ارض کے دوسرے براعظمی منطقوں میں منتقل ہوجائے گا۔ لہذا اندازہ ہے کہ اس سے موجودہ سمندری سطح میں تقریباً ۱۳۰ میٹر (۴۲۵ فیٹ) تک کی زیادتی واقع ہوگی، جس سے تمام ساحلی شہر اور علاقے ڈوب جائیں گے اور کرۂ ارض کی موجودہ خشکی کا تقریباً ۴۰ فیصد حصہ زیر آب آجائے گا۔[27] لہذا اس سے کرۂ ارض کے موجودہ ہم توازنی تعادل isostatic equilibrium کو نئے اور سنگین قسم کے خطرات لاحق ہوجائیں گے۔ یعنی کہ اب تک جو حصہ برفشاروں کی وجہ سے زمین میں دھنسا ہوا تھا وہ سطح سمندر کے اوپر نمودار ہوگا مگر اب کرۂ ارض کے نئے براعظمی علاقے اس کے بار بوجھ تلے ہوں گے۔ لہذا اس بات کے قوی امکانات موجود ہیں کہ ان براعظمی منطقوں میں اس وزن کے منتقل ہوجانے سے اب زمین کے دھنسنے کے واقعات ان براعظموں پر رونما ہوں گے جیسا کہ اب تک قطبی اور دوسرے برفشاروی منطقوں میں دیکھا گیا تھا۔

<u>زمین کے دھنسائے جانے کے تین بڑے واقعات:</u> جدید جیولوجی کے اس نظریہ کے مطابق جس کے ٹھوس سائنسی شواہد موجود ہیں اب یہ طے ہے کہ کرۂ ارض پر برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے خسف کے بڑے حادثات ضرور رونما ہوں گے جس کا انکار اب ممکن نہیں ہے البتہ جہاں تک احادیث میں مذکور خسف کے تین بڑے واقعات (مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب) کا تعلق ہے تو اس ضمن میں حتمی طور پر کچھ کہا جانا ابھی مشکل ہے، کیونکہ کرۂ ارض کے برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے واقع ہونے والی زمین کے توازن میں پیدا ہونے والی بے اعتدالی کے سلسلے میں سائنسی تحقیقات ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں۔ زلزلوں کے وقوع میں اضافہ کے سلسلے میں بھی یہی ہوا کہ انکے وقوع میں کثرت واقع ہونے کے بعد سائنسدانوں نے اس کا پتہ لگایا کہ یہ برفشاروں کے پگھلنے کی وجہ سے واقع ہورہے ہیں۔ لہذا اس

کی تشخیص کرنا ماہرین ارضیات کا کام ہے۔ البتہ اگر خسف کے ان تین بڑے حادثات کو ساختمانی تختیوں tectonic plates کیساتھ جوڑ کر دیکھا جائے کہ خسف وہاں واقع ہو سکتا جہاں ساختمانی تختیوں کی سرحدیں براعظموں اور سمندروں کی سرحدوں کو جدا کرتی ہیں اور جہاں قشر ارض میں شگاف واقع ہیں تو یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ساختمانی تختیوں کی سرحدیں کرۂ ارض پر تین جگہوں پر براعظموں اور سمندروں کے نقطہء مماس سے ہو کر گزرتی ہیں، جو حسب ذیل ہیں (ملاحظہ ہو شکل ۲): ۱- مغرب میں: براعظم شمالی وجنوبی امریکہ کے پورے مغربی ساحل سے شمالاً وجنوباً ساختمانی تختی کی سرحد گزری ہے۔ ۲- جزیرۃ العرب: ساختمانی تختی کی سرحدیں پورے جزیرۃ العرب کو گھیرے ہوئے ہیں۔ یعنی کہ پورا جزیرۃ العرب تنہا ایک ساختمانی تختی پر قائم ہے۔ ۳- مشرق میں: براعظم یوریشیا (ایشیاء اور یوروپ) کے پورے مشرقی ساحل سے متصل ایک ساختمانی تختی کی سرحد گزری ہے۔

دراصل یہ علاقے جہاں سے ساختمانی تختیوں کی سرحدیں گزری ہیں ان کو ''فعال جیولوجیائی منطقہ'' active geological areas بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ وہ علاقے ہیں جہاں کرۂ ارض کی اکثر جیولوجیائی سرگرمیاں واقع ہوتی ہیں، اور ماہرین ارضیات کے مطابق سطح سمندر میں بے پناہ اضافہ کے بار بوجھ تلے دبنے سے ان علاقوں میں غیر معمولی جیولوجیائی تناؤ پیدا ہو جائے گا۔ لہذا ممکن ہے کہ احادیث میں مذکور ان تین بڑے خسفوں کا تعلق کرۂ ارض کے ان تین منطقوں سے ہو، واللہ اعلم۔

گیس ہائیڈریٹ کے اخراج کی وجہ سے براعظمی فرش کا لڑھکنا ماہرین ارضیات کے مطابق عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے رونما ہو رہی موسمی اور جیولوجیائی تبدیلیوں کے تناظر میں براعظمی حصہ کے دھنسنے کا ایک اور مظہر بھی سامنے آیا ہے، جو سمندری فرش تلے مدفون زہریلی گیسوں کے یک بیک اخراج سے زیر آب عظیم الشان سنامی لہروں کے پیدا ہونے اور پھر براعظمی فرش continental shelf کے لڑھکنے کا سبب بنے گا۔ اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دراصل کرۂ ارض کے سمندروں تلے وافر مقدار میں میتھین methane گیس مدفون ہے، جسے گیس آبید gas hydrates کہا جاتا ہے۔ یہ ایک انتہائی طاقتور گرین ہاؤس گیس ہے۔ یہ مہلک گیس اگر کرۂ ارض کی فضا میں نمودار ہو جائے تو پورے کرۂ ارض پر اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق عالمی تمازت میں خاطر خواہ اضافہ سے اس گیس کے کرۂ ارض کی فضا میں اخراج کے قوی امکانات موجود ہیں۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ یہ گیس دو اسباب کی وجہ سے سمندری فرش تلے سے فضا میں خارج ہو کر اس کو بُری طرح متاثر کرے گی۔ پہلا یہ کہ عالمی تمازت میں اضافے سے سمندری درجہء حرارت میں اضافے ہوگا اور سمندری درجہء حرارت کے ایک مخصوص حد کو متجاوز کرنے سے یہ گیس فضا میں خارج ہو سکتی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ عالمی تمازت میں اضافہ سے انٹارٹکا اور گرین لینڈ کی برف پگھلنے کی وجہ سے یہ دونوں براعظم جو برف کے بوجھ کی وجہ سے زمین میں دبے ہوئے تھے اب وہ سمندری فرش پر بڑے پیمانے پر نمودار rebound ہوں گے۔ لہذا یہ قشری عدم توازن بھی اس مہلک گیس کے اخراج کا سبب بن سکتا ہے[۲۸]۔

اس گیس کے اخراج سے کرۂ ارض کو دو قسم کے خطرات لاحق ہوں گے۔ ایک یہ کہ چونکہ یہ ایک انتہائی طاقتور گرین ہاؤس گیس ہے جو کاربن ڈائی اکسائڈ سے ۲۱ گنا زیادہ طاقتور شمار کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے اخراج سے عالمی تمازت میں غیر متوقع طور پر یک بیک بہت بڑا اضافہ واقع ہوگا تو دوسری طرف جب یہ گیس سمندری فرش سے پھوٹ کر نکلے گی تو اس کی ہولناکی سے براعظمی فرش تک بھی بری طرح متاثر ہوگا، جس کی بنا پر براعظمی حصوں کو سمندروں میں لڑھکنے کے خطرات بھی درپیش ہوں گے:

There is another secondary effect of gas hydrate release, because when it breaks down it can do so explosively. There is clear evidence in the past that violent gas hydrates releases have caused massive slumping of the continental shelf and associated tsunamis...Hence, we cannot rule out the fact that global warming could lead to an increased frequency of gas hydrate-generated submarine landslides and thus tsunamis of over 15 m in height hitting our coasts.[۲۹]

''گیس آبید کے اخراج کا ایک اور ثانوی اثر ہے۔ کیونکہ جب وہ پھوٹتی ہے تو وہ دھماکے کے ساتھ پھوٹتی ہے۔ اس کے واضح شواہد موجود ہیں کہ ماضی میں جب یہ تباہ کن گیس آبید خارج ہوئے تھے تو وہ براعظمی فرش کے بڑے حصے کے لڑھک جانے اور سنامی کے پیدا ہونے کا سبب بنے تھے.... لہٰذا ہم اس امکان کو خارج نہیں کر سکتے کہ عالمی تمازت میں اضافہ کی وجہ سے گیس ہائیڈریٹ کے پیدا کردہ زیر آب زمینی کھسکاؤ کے واقعات کی کثرت اور پھر ۱۵ میٹر اونچی سنامی جو ہمارے ساحلوں سے ٹکرائیں گی ان کے وقوع میں اضافہ ہوگا۔''

جیسا کہ اس سائنسی تحقیق سے واضح ہو رہا ہے کہ کرۂ ارض کی تاریخ میں گیس آبید ا کے اخراج سے براعظمی فرش کے لڑھک جانے یا دھنس جانے کے واقعات کے سائنسی اور تاریخی شواہد بھی موجود ہیں، جو کرۂ ارض کی تاریخ میں متعدد مرتبہ یہاں کی عالمی تمازت میں اضافے اور موسمی تبدیلیوں کے واقع ہونے کی وجہ سے کرۂ ارض پر رونما ہوئے ہیں۔[۳۰] لہٰذا کرۂ ارض کی تاریخ میں رونما ہوئے ان واقعات کے مطالعہ نے مستقبل قریب میں ان واقعات کے وقوعوں کے اسباب و امکانات کو سمجھنا بھی آسان بنا دیا ہے۔

خسف کے واقعات کے بے انتہاء کثرت: بہر حال، عالمی تمازت کے اثر سے قشر ارض کا توازن بری طرح متاثر ہو رہا ہے، جن سے زیر آب زمینی کھسکاؤ اور قشر ارض کے دھنسنے کے واقعات بڑے پیمانے پر رونما ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔ سائنسدانوں نے اس کے خدشات ظاہر کئے ہیں کہ عالمی تمازت میں مزید اضافے سے خسف کے واقعات کی کثرت اور شدت دونوں میں بے انتہاء اضافے ہوں گے، جو کرۂ ارض اور اس کے مکینوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوں گے۔ ایک حدیث میں کرۂ ارض پر قیامت کے قریب ''خسف'' کے واقعات کی بے انتہاء کثرت کی ہولناک تصویر کشی یوں کی گئی ہے کہ کرۂ ارض پر یہ واقعات روزمرہ کا معمول بن جائیں گے، اور اس سے بے تحاشہ جانی نقصان ہوگا:

عن أبي زيد الأنصاري، أن النبي ﷺ قال: والذي نفسي بيده ليأتين على هذه الأمة يوم يمسون فيه يتسائلون فيه بمن خسف الليلة. كما يتسائل أهل الموتى من بقي من آل فلان. [۳۱]

حضرت ابوزید انصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخدا اس امت پر ایک وقت ایسا آئے گا جس میں وہ شام یہ پوچھتے ہوئے گزاریں گے کہ گزشتہ رات کون زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اسی طرح اہل موتی ایک دوسرے سے آپس میں سوال کریں گے کہ فلاں فلاں کی اولاد میں سے کون بچ گیا؟

''خسف'' اور ایک قرآنی آیت: اوپر ہم نے زمین کے دھنسائے جانے کے واقعات ''خسف'' کی جو توجیہ پیش کی ہے اس کی رو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ''خسف'' کے واقعات کرۂ ارض پر جہاں کہیں بھی رونما ہوں گے وہ براعظمی ساحلوں پر ہی رونما ہوں گے۔ چاہے وہ سطح سمندری میں اضافہ کی وجہ سے ہو یا گیس ہائیڈریٹ کے خروج کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو۔ کیونکہ یہی وہ علاقے ہیں جو سمندری سطح میں زیادتی اور دوسرے جیولوجیائی عوامل کے تناؤ کا براہِ راست شکار ہوتے ہیں۔ اس تناظر میں اب اگر ہم قرآن کی حسب آیت کا مطالعہ کریں تو اس آیت کریمہ کی جیولوجیائی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ دھمکی بھرے انداز میں انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ بنی آدم کو ساحلوں سمیت زمین میں دھنسا سکتا ہے:

﴿أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر.﴾ (الاسراء:۶۸)

''کیا تم اس بات سے مطمئن ہوگئے ہو کہ وہ (اللہ) تمہیں خشکی کے کنارے سمیت زمین میں نہیں دھنسائے گا۔''

لہٰذا جدید تحقیقات کے تناظر میں قرآن مجید کی یہ دھمکی محض دھمکی نہیں بلکہ مستقبل قریب میں واقع ہونے جا رہے حقیقی واقعہ کی اعجازی انداز میں تنبیہ ہے۔ قرآنی تحدیدات کی مزید مثالیں اسی کتاب میں متعدد جگہوں پر بیان کی گئی ہیں جو موجودہ عالمی تمازت اور موسمی تبدیلی کے تناظر میں حقیقت واقعہ بنتی جا رہی ہیں۔ لہٰذا اس سے ایک اہم اصول یہ مستنبط ہوتا ہے کہ قرآنی تحدیدات دراصل مستقبل میں پیش آنے والے حقیقی واقعات کی تنبیہ و تنذیر ہیں (یہ موضوع ایک مستقل مقالہ کا طالب ہے۔)

اسلامی فلسفہ، کائنات کی صداقت: اس اعتبار سے جدید سائنس زلزلوں اور آتشفشانوں کی کثرت اور زمین کے دھنسائے جانے کے واقعات کے سلسلہ میں وارد قرآن اور حدیث کے تمام بیانات کی مکمل تصدیق کر رہی ہے۔ ان اکتشافات سے جہاں قرآن اور حدیث دونوں کے معارف کا اعجاز حرف بحرف مبرہن ہو رہا ہے وہیں ان سے قرب قیامت کا علم بھی ہو رہا ہے۔ چونکہ ان حادثات کا تعلق مستقبل میں واقع ہونے والے حادثات سے ہے اس لئے ان سے ایک علیم و خبیر ہستی اور اس کی صفات (علیم و خبیر) کا اثبات بھی ہوتا ہے جس کے علم سے زمین اور آسمان کی کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ ان تمام اسلامی نظریات کا اثبات خالص سائنسی اور منطقی بنیادوں پر ہو رہا ہے جو اسلام کے پورے فلسفہ حیات اور فلسفہ کائنات کی حقانیت کو واضح طور پر مبرہن کرتا ہے۔

حواشی

۱- بخاری:۱/۳۵۰؛ مسند احمد:۲/۵۳۰؛ مسند الشامیین:۱/۸۹۔

۲- صحیح ابن حبان: ۱۵/۱۸۰؛ مستدرک حاکم:۴/۴۹۴؛ سنن دارمی:۱/۴۳؛ مسند احمد:۴/۱۰۴؛ مسند ابویعلی:۱۲/۲۷۰؛ المعجم الکبیر للطبرانی:۷/۵۱۔

۳- اس پر تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو راقم کی زیر طبع کتاب ''موسمی تبدیلی اور قیامت: قرآن، حدیث اور جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں''۔

۴- Greenlands Glacial Earthquakes Increasing In Frequency, http://www.terradaily.com

۵- حوالہ سابق۔

۶- http://www.nasa.gov/centers/goddard/news/topstory/2004/0715glacierquakes.html

۷- Climate change could cause earthquakes and volcanic eruptions, Dennis Bueckert, Canadian Press, Jul. 4 2006.

۸- حوالہ سابق۔

۹- Source: http://www.nasa.gov/centers/goddard/news/topstory/2004/0715glacierquakes.html.

۱۰- ڈینس بیوکرٹ، حوالہ مذکور۔

۱۱- حوالہ سابق۔

۱۲- اس موضوع پر راقم نے اپنی کتاب "Islamic Concept of Earthquakes" (مطبوعہ فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور) میں بحث کی ہے۔

۱۳- یہ ڈیٹا بیس Advanced National Seismic System (ANSS) کی حسب ذیل ویب سائٹ پر دستیاب ہے:

http://www.ncedc.org//anss/catalog-search.html

۱۴- IPCC, WGI Fourth Assessment Report.

۱۵- Asimov's Guide to Science, Vol.1, Issac Asimov, P. 161, Penguin Books, 1979.

۱۶- الفتن، نعیم بن حماد:۱/۳۷۲۔

۱۷- ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''موسمی تبدیلی اور قیامت'' (زیر طبع)، نیز راقم کی کتاب ''زلزلوں کا اسلامی فلسفہ'' مطبوعہ فرقانیہ اکیڈمی، بنگلور۔

۱۸- ملاحظہ ہو راقم کی کتاب: ''موسمی تبدیلی اور قیامت'' (جلد دوم)

۱۹- ڈینس بیوکرٹ، حوالہ مذکور۔

۲۰- سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث:۴۰۵۹۔

۲۱- مستدرک الحاکم،۴/۴۶۵، رقم الحدیث:۸۲۹۳۔

۲۲- صحیح مسلم، مسند احمد، ترمذی، صحیح ابن حبان، سنن نسائی، سنن ابن ماجۃ وغیرہ۔

۲۳- لسان العرب:۹/۶۷۔

۲۴- تاج العروس:۵۷۸۹۔

۲۵- ڈینس بیوکرٹ، حوالہ مذکور۔

۲۶- http://en.wikipedia.org/wiki/Isostasy

۲۷- Oceanography: Inagmanson & Wallace, P. 83.

۲۸- Global Warming: A Very Short Introduction, Mark Maslin, P. 113.

۲۹- ibid.

۳۰- انکے اسباب کے مطالعہ کیلئے ملاحظہ ہو راقم کی زیر طبع کتاب: ''موسمی تبدیلی اور قیامت'' (جلد دوم)۔

۳۱- مسند الحارث:۲/۷۷۸، رقم الحدیث:۷۸۰۔

بحث ونظر

جناب محمد ابراہیم الشفی
شمالی ناظم آباد کراچی

اسلامی بینکاری اور اسلامی ٹی وی چینلز کے حامیوں کے نام

> اس وقت برصغیر کے اہم دینی اداروں' مجلات ورسائل اور اہم دارالافتاؤں میں یہ موضوع زیر بحث ہے تنقیح اور بحث وتمحیص سے نئے نئے پہلو سامنے آرہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ ''الحق'' میں دونوں اطراف سے مضامین کو شائع کیے جارہے ہیں۔ الحق دونوں رُخ پیش کررہا ہے۔ بحث ونظر کا یہ باب تمام قارئین اور اس موزوں سے وابستہ حضرات کیلئے کُھلا ہے۔ (ادارہ)

گزشتہ دنوں ملک کے ایک معروف اور موقر ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی کا تازہ شمارہ (ذوالحجہ) پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس میں ایک ہی موضوع پر ایک جیسے دو مضامین شائع ہوئے دونوں کا محوری مضمون ایک ہی ہے ،ان دونوں میں سے ایک مضمون ''جدید الیکٹرانک مناظر کے بارے میں نئی بحث'' کو بنیاد بناتے ہوئے چند مندرجات خدمت گزار کی جارہی ہیں۔ یہ مضمون بظاہر ایک خوبصورت عنوان سے معنون ہے، لیکن فاضل مضمون نگار نے متذکرہ بالا عنوان کے تحت کسی نئی بحث کی بجائے بظاہر حقائق سے آنکھیں موندھتے ہوئے کچھ متاثر شدہ انداز میں دل پر لگی چوٹ کو اعتراض کے مرہم سے مندمل کرنے کی کوشش کی ہے، گو ہمارے محترم کا کہنا ہے کہ نفس مسئلہ پر اپنی رائے عرض کرنے کا ارادہ تو اب بھی نہیں ہے لیکن ان کی تحریر ان کی رائے کو آشکارا کرنے کے لئے کافی معلوم ہوتی ہے، اور پھر اپنے دعویٰ کے برخلاف انہوں نے اکابر کے درمیان جو محاکمانہ روش اختیار کی ہے اس کی بناء پر ارادہ کیا کہ پیشگی معذرت کے ساتھ کچھ معروضات پیش کرنے کی جسارت کرلی جائے، کہ حضرت کا مقام اس سے بہت اونچا ہے۔

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۵ اگست ۲۰۰۸ء کو ملک کے جمہور اہل فتویٰ کے تصویبی دستخطوں کے ساتھ مروجہ اسلامی بینکاری اور تصویر سے متعلق ایک فتویٰ جاری ہوا تھا۔ مروجہ اسلامی بینکاری سے متعلق تفصیلی فتویٰ تو حسب وعدہ اب منصۂ شہود پر آچکا ہے اور امید ہے کہ موصوف محترم کے بہت سے اشکالات جو اس فتویٰ سے متعلق ہیں، کا دفیعہ ہوچکا ہوگا، البتہ تصویر سے متعلق تفصیلی تحریر کا وعدہ تادم تحریر دفا کے انتظار میں ہے، اور امید کی جاتی ہے کہ اس کی اشاعت بھی ہمارے محترم مضمون نگار اور ان کے بہت سے ہم نواؤں کے لئے باعث تسلی ہوگی، ان شاءاللہ تعالیٰ کو تفصیلی فتویٰ کی اشاعت کے بعد فاضل محترم کی معروضات کی توضیح کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن پھر

بھی تذکیر کی نیت سے کچھ طالب علمانہ گزارشات سپرد قرطاس ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ بات واضح کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فاضل محترم کا یہ کہنا کہ متفقہ فتویٰ کو بعض ٹی، وی، چینلز نے بھی کافی اچھالا ہے اور شاید فریقین کی ٹی وی پر بحث کرائی ہے، ہمارا احسن ظن تو یہی ہے کہ موصوف محترم کا خود کا تو ٹی وی پر یہ مشاہدہ نہیں ہوا ہوگا البتہ معلومات پہنچانے والوں کی غلط فہمی کا شاخسانہ اس کو کہا جاسکتا ہے، ہماری معلومات کے مطابق فریقین تو نہیں البتہ بینکوں اور تصاویر کی حمایت کرنے والے بعض احباب نے ضرور ڈیجیٹل کیمرہ کے سامنے آکر کچھ مدافعانہ باتیں کی ہیں، اس لئے دوسرے حضرات کو اس طرف دھکیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس وضاحت کے بعد موصوف کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ جاری شدہ فتویٰ کو متفقہ اور فیصلہ کن فتویٰ کی حیثیت سے پیش کرنا بہت بڑی غلطی ہے، تو اس سے متعلق عرض ہے کہ جہاں تک ''فیصلہ کن'' ہونے کا تعلق ہے تو فتویٰ جاری کرنے والے حضرات نے نہ تو اس فتویٰ کو فیصلہ کن کہا ہے اور نہ ہی اصول افتاء اس کی اجازت دیتے ہیں، ہاں یہ ضرور کہا ہے کہ سابقہ مجلسوں کے برخلاف یہ مجلس بعض عوارض کے نہ ہونے کی وجہ سے کسی فیصلہ تک پہنچ سکی ہے، اس اعتبار سے یہ مجلس فیصلہ کن مجلس کہلائی جاسکتی ہے۔

البتہ ملک کے جمہور اہل فتویٰ نے گہرے تامل اور طویل تحمل کے بعد جاری شدہ اس فتویٰ کی تائید وتصویب فرمائی ہے، اس بناء پر یہ فتویٰ متفقہ فتویٰ تو بہر حال ضرور کہلانے کے مستحق ہے، اور یہ کہنا کہ فتویٰ سے متعلق منعقد اجلاس بذات خود نمائندہ اجلاس نہیں تھا، اس اشکال میں دبے لفظوں نمائندگی کی عدم اہلیت کا طعنہ چھپا ہوا ہے، گویا کہ بینکوں کے حامی حضرات کے علاوہ فاضل محترم کسی اور کو ملک کے معاشی واقتصادی مسائل پر گفتگو کا اہل یا عوام کی نمائندگی اور علماء کی ترجمانی کے قابل ہی نہیں سمجھتے، اس نمائندہ اجلاس میں پاکستان کے جو ۳۱ علماء کرام اور اہل فتویٰ شامل ہوئے تھے وہ اپنے اپنے علاقوں میں عوام الناس کے ہاں درجہ اعتماد واستناد پر فائز ہیں، کیا اس مجلس کے شریک جید علماء کرام وہ بینکوں کے حامی بعض ڈاکٹروں کے ہم پلہ نہیں ہوسکتے ؟ کیا ان کا اتفاق اتفاق کہلانے کے لائق نہیں؟ بالفرض اگر یہ حضرات مجوزین حضرات کی تائید کرتے تو کیا تب بھی ان کی رائے کا آپکے ہاں وہ مقام ہوتا جواب آپ انہیں دے رہے ہیں؟

موصوف محترم کو ان ۳۱ علماء کی تصویب وتائید پر مزید اعتراض یہ ہے کہ ان میں سے درجن کے قریب حضرات کا تعلق صرف دو اداروں سے ہے تو عرض ہے کہ اگر فتویٰ پر موجود تصویبی دستخطوں ہی کو ملاحظہ کرلیا جائے تو اعداد وشمار کی یہ غلطی دور ہوجائے گی اور ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۵ء میں ڈیجیٹل تصاویر وغیرہ کے حوالہ سے کراچی کے ایک معروف دینی ادارہ میں منعقد مجلس سے اس کا حال بہت مختلف نظر آئے گا۔

اور ساتھ ساتھ یہ غلط فہمی بھی زائل ہوجائیگی کہ عوامی مرجعیت اور علمی مقام کی حامل شخصیات کی شرکت اس تصویبی مجلس میں تھی یا نہیں؟ گو یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ معدودے چند معروف علمی ادارے اس اجلاس میں نمائندگی کے شرف

سے محروم رہے تو اسکی وجہ بھی جیسا کہ پہلے اشارۃ عرض کیا جاچکا ہے، یہ رہی کہ یہ مجلس کسی فیصلہ پر اختتام پذیر ہو، اس کا حال گزشتہ مجلسوں کی طرح نہ ہوجائے کہ بعض مقتدر دینی حلقوں کی شرکت ان مجالس کو طول دیتی رہی اور فیصلہ نہ ہو پایا۔

رہی یہ بات کہ اس فتویٰ کے شریک متعدد ادارے ایسے ہیں جن کی متعدد شخصیات بلکہ ذمہ دار شخصیات الیکٹرانک میڈیا پر آتی رہتی ہیں، تو اجلاس میں شریک حضرات کی حد تک تو ہمیں علم ہے کہ کسی شخص پر بھی یہ طعن صادق نہیں آتا؟ اس کے علاوہ بقیہ حضرات کے فعل کے اولاً تو اس مجلس کے شرکاء جوابدہ نہیں اور پھر بعض حضرات کا ان کے علم وقصد کے بغیر فوٹو کے اسٹیج پر آجانا شاید محل ملامت بھی نہیں ہے۔

فاضل مضمون نگار کو مطبوعہ فتویٰ کے عنوان میں ''طویل غور وخوض'' کا لفظ بھی واضح نہیں لگا، موصوف کی علمی شناسائی کی بناء پر ہم رسوخ کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کے علم میں ''المہند علی المفند'' کی تالیف میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ اور ''حیلہ ناجزہ'' میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا طویل غور وخوض یقیناً ہوگا اور ساتھ ساتھ دونوں ہی تحریروں میں عرب وعجم کے علماء کے تصویبی دستخط بھی نظر سے گزرے ہوں گے، اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ دونوں ہی تحریروں کے لئے کیے گئے طویل غور وخوض میں دستخط اور تائید کرنے والے علماء شامل نہیں تھے، اب فاضل محترم سے طالبعلمانہ استفسار ہے کہ یہ دونوں تحریریں علماء حق کی متفقہ تحریریں تسلیم کی جائیں یا نہیں؟ یا اصول افتاء کے برخلاف اس کو بھی تفرد وشذوذ کی ٹوکری میں ڈالنے کی جسارت کرلی جائے؟

فاضل محترم کی عبارت کہ جو صاحب علم خود رائے قائم کرنے کا اہل ہو وہ اس رائے پر عمل کرے جسے وہ دیانت داری سے راجح سمجھتا ہے اور جو خود رائے قائم کرنے کا اہل نہیں ہے وہ اس صاحب علم کی رائے پر عمل کرنے والوں کو تنقید اور اعتراض کا نشانہ نہ بنائے، اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اس طرح کے مسائل میں ہر شخص کا فتویٰ اور رائے خود اس پر یا اس پر اعتماد کرکے اس کی رائے اختیار کرنے والوں پر لاگو ہوگا دوسروں پر نہیں ۔۔۔الخ۔ اس طویل عبارت کے بارے میں ہمارا بھی حسن ظن یہی ہے کہ موصوف کا مقصد کسی پر اعتراض نہیں ہے جیسا کہ وہ خود اپنی تحریر میں رقم طراز ہیں، لیکن اس رائے کو قائم کرنے کی ''رائے'' سے پہلے اگر ہمہ جہت، عالمگیر اور عبقری شخصیت کے حامل حضرت بنوری رحمہ اللہ کے ان الفاظ کا مطالعہ کرلیا جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا، جو حضرت نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمائے:

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ مزایا اور خصوصیات جو فراواں علم، عظیم اخلاص، اور شدت خشیت اللہ کے ساتھ ہمارے سلف صالحین کے اندر موجود تھیں جیسا کہ میں بتلا چکا (جس کی تفصیلات حضرت نے اپنے مقالے میں ذکر فرمائی ہیں، جو فتاویٰ بینات میں شائع ہوچکا ہے) اس دور کی کسی بڑی سے بڑی شخصیت میں بھی جمع نہیں ہوسکتیں، لہٰذا اس کی تلافی اس طرح کی جائے کہ جہاں تک ہوسکے کسی ایک فرد کی شخصی رائے پر اعتماد اور اس کو قبول کرنے سے اجتناب کیا جائے خواہ وہ

کتنا ہی وسیع النظر اور کثیر المعلومات کیوں نہ ہو..........الخ

موصوف محترم شاید اس مشورہ پر چیں بجبیں ہوں لیکن ان شاء اللہ ہمارا یہ مشورہ ان کی رائے کی تصویب میں مفید ہوگا۔

ہمارے محترم کا تیسرا بھاری مقولہ یہ ہے کہ اسلامی بینکاری میں اگرچہ ان علماء کرام مدظلہم نے حرمت کی رائے اختیار کی ہے لیکن دوسری طرف بھی صرف پاکستان نہیں، عالم اسلام کے جو بڑی تعداد میں علماء ہیں ان کے بھی علم، تدین اور متعلقہ معاملات سے پوری واقفیت اور تجربے میں سے کسی چیز کی طرف ایسی انگلی نہیں اُٹھائی جاسکتی جس کی وجہ سے ان کی رائے اور فتویٰ کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے..........گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مانعین کی طرح مجوزین کی بھی ایک بڑی تعداد ہے تو اس کا جواب خود فاضل محترم کی تحریر میں موجود ہے کہ فقہی اجتہادی مسائل میں قلت وکثرت کا اعتبار نہیں ہوتا..........یعنی مدار ان بنیادوں پر ہوتا ہے جن پر کسی رائے کو قائم کیا گیا ہے اور مانعین حضرات کا منع بھی افرادی قوت کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلامی بینکاری اور اسلامی تصویروں کے لئے مجوزہ فقہی بنیادوں اور عملی طور پر اس کی تطبیقی کمزویوں کی وجہ سے ہے۔ یہ ڈھنڈورا تو آپ کی تحریر پیٹ رہی ہے کہ صرف ۳۱ علماء کے اجلاس کو نمائندہ اجلاس نہیں کہا جاسکتا۔

اب ان مجوزہ فقہی بنیادوں اور عملی تطبیقی کمزوریوں کی تفصیل تو آپ مطبوعہ تفصیلی مقالہ میں مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن محترم موصوف کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے چند اصولی باتوں کا فیصلہ تو سردست کیا جاسکتا ہے کہ: مروجہ اسلامی بینکاری کے حوالہ سے علماء کرام کا اختلاف صرف راجح ومرجوح کا اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ اختلاف حلال وحرام کا اختلاف ہے، اس بناء پر اصولی طور پر یہ بات طے ہے کہ:

(۱) جمہور اہل فتویٰ کا موقف صریح نصوص اور واضح شرعی اصولوں پر مبنی ہے اور مجوزین علماء کرام کا موقف غیر ضروری حیلوں اور رخصتوں کی ناپائیدار عمارت پر قائم ہے، نصوص شرعیہ اور قواعد فقہیہ کے مقابلے میں حیلوں کی بیساکھی سے سہارا نہیں لیا جاسکتا۔

(۲) جمہور اہل فتویٰ حرام کہہ رہے ہیں اور مجوزین حلال، ایسے مسئلہ میں ترجیح بہر حال حرام کو ہوتی ہے۔

(۳) اور اگر بفرض تسلیم اسلامی بینکوں کی سرمایہ کاری کو ہم حلال وحرام سے مخلوط کی حد تک مان لیں تو بھی مروجہ اسلامی بینکوں کے ذریعہ سرمایہ کاری کے جواز اور سود کو مشرف باسلام کرنے کا سرٹیفکیٹ نہیں مل سکتا۔ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ان غیر سودی کاؤنٹروں پر ایک ٹھوس تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

فی الحال ان غیر سودی کاؤنٹروں کا کاروبار جائز اور ناجائز معاملات سے مخلوط ہے اور اس کا کچھ حصہ مشتبہ ہے لہٰذا جب تک ان خامیوں کی اصلاح نہ ہو اس سے حاصل ہونے والے منافع کو کلی طور پر حلال نہیں کہا جاسکتا۔ اور مسلمانوں کو ایسے کاروبار میں حصہ لینا درست نہیں۔ (فقہی مقالات: ۲/۲۶۴۔ ط: دارالعلوم کراچی)

مزید براں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ متفقہ فتویٰ پیش کرنے والے ارباب فتویٰ کے علاوہ ملک کے

مشہور و معروف اقتصادی ماہرین، جناب جسٹس تنزیل الرحمن، عبدالمجیب انصاری (سابق معاشی مشیر مملکت سعودیہ) جناب ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی، جناب حسن الزمان اختر، ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری (جو بیس سال تک لندن میں معاشیات کی تعلیم دیتے رہے ہیں) یہ تمام حضرات بھی جو بینکنگ کے اسرار و رموز اور معاملات سے بخوبی واقف ہیں بینکاری کے سودی اور مروجہ غیر سودی نظام میں فرق نہیں کر پاتے۔

اس لئے واقفیت اور ناواقفیت کی باڑ لگا کر اس متفقہ فتویٰ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، ان سب حضرات کو پس پشت ڈال کر معدودے چند حضرات کی تحقیق پر انحصار سمجھ سے بالاتر ہے، معذرت کے ساتھ اگر ان حضرات کی تحقیق کو صرف مفاداتی بنیادوں پر قابل قبول یا قابل ترجیح سمجھا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر ان کی تحقیق کو حرف آخر سمجھا جاتا ہے تو پھر اسے اتباع ہویٰ کہیں یا اتباع شریعت؟ یہ فیصلہ ہم نہیں کر پاتے۔

اسی طرح تصویر کے بارے میں بھی حرمت کی جو رائے قائم کی گئی ہے یہ بھی افرادی اور شخصی اختلاف پر مبنی نہیں بلکہ جوہری اختلاف ہے اور اس سلسلہ میں بھی علمی موشگافیوں میں پڑے بغیر نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمر جنگ کے سینئر ڈیویلپمنٹ انجینئر اور ماہنامہ گلوبل سائنس کی تحقیق کا خلاصہ پیش خدمت کرنے پر اکتفا مناسب معلوم ہوتا ہے تا کہ یہ اشکال نہ رہے کہ حرمت کا فتویٰ فن کی ناواقفیت کی بناء پر دیا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو: ڈیجیٹل کیمرہ ہو یا روایتی کیمرہ، شبیہ کی تشکیل (image formation) کا بنیادی سائنسی اصول آج بھی وہی ہے جو اولین کیمرہ کی ایجاد کے وقت استعمال کیا گیا تھا، یعنی شبیہ کی تشکیل کے بنیادی اصول میں آج تک سر مو فرق نہیں آیا، وقت کے ساتھ ساتھ کیمرے میں شبیہ کے مقام کی نوعیت میں ضرور تبدیلی آئی ہے، مگر اس عمل کے پس پشت، طبیعات کا بنیادی قانون آج تک وہی ہے جو آج سے سو، سوا سو سال پہلے ہوا کرتا تھا، ابتدائی زمانے کے کیمروں میں حاصل شدہ شبیہ کو محفوظ کرنے کا کام فوٹو گرافک پلیٹ پر براہ راست کیا جاتا تھا۔ آج روایتی کیمروں میں حاصل شدہ شبیہ فوٹو گرافک فلم پر محفوظ کی جاتی ہے، کیمرے میں لگی فوٹو گرافک فلم پر ایک مخصوص کیمیائی مادے کی تہہ بچھائی جاتی ہے جو نہایت باریک باریک دانوں (Graines) کی شکل میں ہوتی ہے، جب کیمرے کے اندر داخل ہونے والی روشنی ان دانوں پر پڑتی ہے تو وہ دانے اپنی کیمیائی ماہیت تبدیل کر لیتے ہیں اور یوں شبیہ محفوظ ہو جاتی ہے، ویڈیو کیمروں اور جدید ڈیجیٹل کیمروں میں شبیہ بنانے والی روشنی کو برقی اشاروں (Electronic signals) میں تبدیل کر کے ان سے منسلک برقی مقناطیسی پٹی (Eletcro magnitic plate) پر ڈیجیٹل حالت میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ یہ محفوظ شدہ شبیہ طبعی یا ظاہری اعتبار سے شبیہ نہیں ہوتی لیکن معنوی اعتبار سے شبیہ ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب شبیہ کے اظہار کا وقت آئے گا تو وہ شبیہ اسی شکل میں ہی ظاہر ہوگی، جسے ابتداء میں محفوظ کیا گیا تھا، نہ کہ کسی اور صورت میں۔ لہٰذا مخصوص سائنسی اصطلاح میں بھی رموز (Codes) میں پوشیدہ اس شبیہ کو شبیہ ہی کہا جائیگا.....

اگر انہیں کسی اور شکل میں ظاہر کرانے کی کوشش بھی کی جائے تو اول تو وہ ظاہر ہی نہیں ہوں گی اور اگر ظاہر بھی ہوئیں تو قطعی بے معنی اور بے مصرف انداز میں۔ اس سے بھی یہی پتہ چلتا کہ ڈیجیٹل ذرائع پر محفوظ کی گئی شبیہ، خود کمپوٹر کی زبان میں بھی تصویر کہی جاتی ہے، کچھ اور نہیں.......... یہاں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ ٹی وی اسکرین (T.V.screen) یا کمپیوٹر مانیٹر (Computer Monitor) پر جو شبیہ بنتی ہے، اگر چہ وہ نقاط (Dots) یا (Pixels) کا مجموعہ ہوتی ہے تاہم نقاط یا پکسلز کا تصور نیا نہیں ہے۔ اگر عام شبیہ یعنی کاغذ پر چھپی ہوئی شبیہ کا معاملہ ہو تو وہ نقاط کا مجموعہ ہوگی جبکہ کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہونے والے انہی نقاط کو پکسلز کہا جاتا ہے.........

(گلوبل سائنس، بحوالہ ڈیجیٹل تصویر اور سی، ڈی کے شرعی احکام، مفتی احسان اللہ شائق صاحب۔ ط: دار الاشاعت)

اس طویل اقتباس کو پیش کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ تصویر سازی کے مسلمہ تین مراحل شبیہ، حفظ شبیہ اور اظہار شبیہ آج کے جدید ڈیجیٹل نظام میں بھی وہی ہیں جو قدیم میں تھے اگر کوئی فرق آیا ہے تو وہ حفظ شبیہ کے طریقوں میں آیا ہے اور پھر آپ ہی بتائیں کہ ڈیجیٹل نظام میں محفوظ کردہ مناظر کو اظہار کے وقت اگر تصویر نہ کہیں تو پھر کیا نام دیں؟ لہٰذا اصل علت اور مناط " مضاهات خلق الله " کا وجود تصویر سازی کی کسی بھی شکل میں ہوگا، تو وہاں عرب وعجم کی تخصیص اور ہماری علمی سستی کی پرواہ کئے بغیر حرمت کا اصل حکم لاگو ہوگا۔

حیرت تو اس پر ہے فاضل محترم نے تصویر کے مسئلہ کو قرون اولیٰ سے مختلف فیہ کہا ہے، حالانکہ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ ''عمدۃ القاری'' میں جمہور علماء امت کا اجماع اور ائمہ اربعہ کا مذہب مطلقاً بغیر کسی استثناء کے تصویر سازی کی حرمت کا نقل کرتے ہیں۔ (عمدۃ القاری: ۲۲ر۷۰، ط: بیروت)

ہاں کچھ اختلاف اگر منقول ہے تو وہ تصویر کے استعمال میں ہے اور تصویر سازی اور تصویر کا استعمال دو الگ الگ چیزیں ہیں خلط مبحث نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے، (مزید تشفی کے لئے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ ''تصویر کے شرعی احکام'' کا مطالعہ کافی ہوگا)

البتہ یہ بات بجائے خود مسلم ہے کہ بعض حضرات کی مساہلت کی وجہ سے اب عوام وخواص سبھی نے گویا تصویر کو زندگی کا ایک لازمی حصہ بنالیا ہے اور تصویر سازی کو حلت کی خلعت سے نوازنے کے لئے ایک حیلہ ایسا ایجاد کیا ہے کہ جس کے بعد تصاویر کی ساری بحث ہی بیکار ہو جاتی ہے کہ عوام وخواص کو (Dots) اور (Pixels) کی الجھی ہوئی بحث میں مبتلا کر کے اصل حرمت کے حکم سے ہی ذہول کرا دیا ہے اور بقول مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کے یہ فتنہ ایسا عام ہوا کہ بہت سے علماء وصلحاء بھی کاغذی .... میں دنیا بھر میں چلتے پھرتے نظر آنے لگے اور ارباب عمائم وقباء کے فوٹو دنیا میں عام ہوگئے۔ فانا لله وانا اليه راجعون. ع　چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہائے امت مسلمہ! کہاں بھٹک رہی ہے، احکام شرعیہ سے کس قدر سرتابی ہے (خدا ہی حفاظت فرمائے)

موصوف محترم کے بقول تصویر سے متعلق مختلف آراء صدیوں پر محیط علمی وفقہی بحثوں کی پیداوار ہیں،! اس کے جواب کے بجائے اگر یہ دیکھ لیا جائے کہ تصاویر کی حرمت شریعت محمد یہ کا خاصہ ہے، پہلے انبیاء کی شریعتوں میں تصاویر ممنوع نہیں تھیں جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ان کے حکم سے جنات کا ماویر بنانا مذکور ہے۔(سورہ سبا۔الآیۃ:۱۳)

اپنی رکیک تاویلوں کے ذریعہ اگر ہم اس خاصہ شریعت محمد یہ میں رخنہ اندازی کے مرتکب ہونگے تو یہ کتنا بڑا جرم ہوگا؟!

موصوف محترم نے عالی مرتبت بزرگ مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ سے منسوب عبارت نقل کرتے ہوئے اپنا وزن بڑھانے کی کوشش کی ہے، ہم موصوف محترم کے قول کہ اقلیتی رائے ہو یا اکثریتی،اس سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے بحیثیت رائے اس کا احترام بہرحال ضروری ہے، کی پیروی کرتے ہوئے حضرت مرحوم کی رائے کی علمی وقعت کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت کی رائے اس وقت کے موجود اکابر کے یہاں بھی کچھ زیادہ رواج نہیں پاسکی اور پھر سابقین اولین کی واضح تصریحات سے صرف نظر کر کے اس منفرد رائے پر عمل کر کے تصویر کو سند اسلام جاری کرنا کسی بھی زاہد کے زہد سے میل نہیں کھاتا۔

محترم مضمون نگار کی جذبات کی ہم قدر کرتے ہیں کہ کیمروں کی بھرمار پر مشتمل اجتماعات میں شرکت فرمانے والے ہمارے یہ بزرگ اس مرد درویش کی اس رائے کو بھی جدیدیت واباحیت کا مظہر قرار دینگے لیکن ابتداء کی طرح یہاں بھی عرض کیے دیتے ہیں کہ جدیدیت واباحیت کی رو میں بہہ جانے کا نزلہ اس مرد درویش پر گرانے سے پہلے یہ تو واضح کرتے چلیں کہ کیمروں کی بھرمار پر مشتمل اجتماعات میں شرکت کرنے والے وہ کونسے بزرگ ہیں جو بقول آپ کے اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ اور اگر کہیں غیرارادی طور پر ان حضرات کے فوٹو لے بھی لئے گئے ہیں تو کیا عالمگیر وباء میں مبتلا خلق کثیر کو شرعی مسئلہ بتانے کی اہلیت ختم ہوگئی؟ جہاں تک جدیدیت اور اباحیت کی رو میں بہہ جانے کا تعلق ہے جو موصوف محترم کو بظاہر بہت ہی بھاری گزرتا معلوم ہو رہا ہے، تو اس کی خوبصورت تعبیر ہم بزرگوں کی شفقت آمیز ڈانٹ سے کرسکتے ہیں جس میں شاید وہ حق بجانب ہیں، کسی بڑے کو اس کی زد میں لانے کی ضرورت نہیں ،اس لئے کہ وہ خود کہتے ہیں کہ ”جو چیزیں باہر حرام ہیں، وہ ٹی ، وی میں بھی حرام ہیں“۔اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ تصویر جو ٹی ،وی کا جزء لاینفک ہیں، وہ کس حد تک خلعتِ حلت سے سرفراز ہو چکا ہے؟

مزید براں درویش صفت سیاستدان مفتی محمود رحمہ اللہ کے ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے پہلے ریڈیو، ٹی ،وی پر خطاب کو ان کی رائے قرار دے کر فاضل محترم کا اپنے لئے ووٹ کا انتظام کرنا کہاں تک درست ہے، فاضل محترم کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں۔

آخری بات جو بقول حضرت کے ان کے فہم میں نہیں آرہی کہ ٹی، وی پر آنے والے یا اسے درست سمجھنے

والے علماء کرام کو مخاطب کیوں بنایا گیا، حالانکہ وہ خود صاحب رائے ہیں، یا کم از کم اتنے شعور کے مالک تو ضرور ہیں کہ فیصلہ کرسکیں کہ کوئی کام کرنے سے پہلے کس سے پوچھا جائے؟ تو اس سے متعلق عرض یہ ہے کہ علماء، مقتداء کے درجہ میں ہوتے ہیں اور ان کا عمل عام مسلمانوں کے لئے جواز عام کی دلیل بنتا ہے اس لئے عوام کو اس وباء سے نکالنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اہل علم اس کم از کم مشکوک معاملہ کا ادراک کرسکیں، اور جہاں تک صاحب رائے ہونے کا تعلق ہے تو اس کا فیصلہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے حوالے سے پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ:

وہ مزایا اور خصوصیات جو فراواں علم، عظیم اخلاص اور شدت خشیت اللہ کے ساتھ ہمارے سلف صالحین کے اندر موجود تھیں، اس دور کی کسی بڑی سے بڑی شخصیت میں بھی جمع نہیں ہوسکتیں، لہٰذا اس کی تلافی اس طرح کی جائے کہ جہاں تک ہوسکے کسی ایک فرد کی شخصی رائے پر اعتماد اور اس کو قبول کرنے سے اجتناب کیا جائے خواہ وہ کتنا ہی وسیع النظر اور کثیر المعلومات کیوں نہ ہو............ الخ

تو صرف وسیع نظری اور کثرت معلومات کی بناء پر کسی کو اصحاب رائے قرار دینا محل تامل ہے! جمہور کے ساتھ رہنے میں ہی اس امت کی نجات ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **لا یجمع امتی او قال امة محمد علی ضلالة، وید اللّٰہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار.** (مشکوٰۃ: ص: ۳۰، ط: قدیمی کراچی۔)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ میری امت کو (یا بجائے امت کے) فرمایا امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہے وہ جنتیوں کی جماعت سے الگ کر کے تنہا دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ بالا ارشاد ہم سب کے لئے دعوت فکر اور سامان ہدایت ہے۔ اسی غرض سے یہ حدیث پیش کی جاری ہے، یہ وضاحت اس لئے بھی ضروری ہے، تاکہ فقیہانِ ملت، زاہدانِ وقت اس حدیث کے مصداق کے تحت بھی کہیں بزرگوں کی فہرست بنانا نہ شروع کردیں۔

اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت ،واللّٰھم اھدنا واھدبنا، واجعلنا سبباً لمن اھتدیٰ.

﴿ قارئین سے التماس ﴾

قارئین الحق کو مطلع کیا جاتا ہے کہ گرانی کاغذ اور طباعت کے ہوشربا اضافہ کے باعث ماہنامہ الحق کا سالانہ چندہ -/200 روپے کی بجائے جنوری ۲۰۰۹ء سے -/250 روپے ہوگا۔ امید کی جاتی ہے کہ قارئین اس علمی ودینی اور ادبی مجلہ کی سرپرستی حسب سابق جاری رکھیں گے۔

بحث ونظر

مفتی مختار اللہ حقانی *

دورجدید میں اسلامی ٹی وی چینل کی ضرورت اوراسکے اجراء کا شرعی جائزہ

اس وقت برصغیر کے اہم دینی اداروں‘ مجلات ورسائل اوراہم دارالافتاؤں میں یہ موضوع زیر بحث ہے تنقیح اور بحث وتمحیص سے نئے نئے پہلو سامنے آرہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ ’’الحق‘‘ میں دونوں اطراف سے مضامین کو شائع کیے جارہے ہیں۔ الحق دونوں رُخ پیش کررہا ہے۔ بحث ونظر کا یہ باب تمام قارئین اوراس موزوں سے وابستہ حضرات کیلئے کھلا ہے۔ (ادارہ)

یہ بات سب پر روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ آج کے دورمیں لوگوں تک اپنی آواز پہنچانے اورنظریات کی رسائی کے لئے ذرائع ابلاغ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔اور خصوصاً الیکٹرانک میڈیا کا استعمال کچھ اوربھی زیادہ ہونے لگا ہے۔اس وقت مغرب اوراسلام دشمن عناصر کا مسلمانوں کے خلاف زہر گھولنے اوراسلام کو بدنام کرنے کیلئے سب سے زیادہ موثر ترین ہتھیار یہی الیکٹرانک میڈیا ہے۔مرزائیت‘ نیچریت اورجدت پسند نظریات کے حاملین مسلمانوں کے عقائد کوخراب کرنے میں بھی اسی آلہ کو بروئے کارلاتے ہیں اورسرد جنگ کا یہ تسلسل دن بدن وسیع ہوتا جارہا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مغرب اوراسکے پیروکاراس ہتھیار کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں تو کیاان کے جواب میں اوراسلام کی صحیح ترجمانی کیلئے مسلمان بھی ایک اسلامی ٹی وی چینل کا اجراء کرسکتے ہیں یانہیں

اسلامی ٹی وی چینلز کا اجراء: تواس بارے میں دوقسم کی رائے سامنے آچکی ہیں:

پہلی رائے: پہلی رائے یہ ہے کہ اسلامی ٹی وی چینل کا اجراء ایک غیر شرعی اقدام ہے اوراس کی پہلی وجہ حرمت یہ ہے کہ ٹی وی اسکرین پر جوشکل دکھائی دیتی ہے وہ تصویر کے حکم میں ہےاورتصویر شرعاً حرام ہے۔

کما رواہ البخاری عن ابی طلحۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب اوتصاویر ۔(صحیح بخاری ۲؍۸۸۰)

حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں کتا اورتصاویر ہوں۔

* مفتی واستاذ شعبہ تخصص فی الفقہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۲) عن عبداللہ بن مسعودؓ قال سمعت النبیﷺ یقول: انّ اشد الناس عذاباً عنداللہ المصورون. (صحیح بخاری ۲/ ۸۸۱) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا ہے آپﷺ فرمارہے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں سخت ترین عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

(۳) یحدث قتادة قال کنت عند ابن عباس وهو یسئلونه ولا یذکر النبیﷺ حتی سئل فقال سمعت محمداًﷺ یقول من صوّر صورة فی الدنیا کلّف یوم القیامة ان ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ (صحیح بخاری ۲/۸۸۱)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس تھا کہ لوگ آپؓ سے سوال کرتے تھے اور آپؓ رسول اللہﷺ کا نام نہیں لیتے تھے یہاں تک کہ آپؓ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے محمدﷺ سے سنا ہے" آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اس تصویر میں روح ڈالیں اور وہ ایسا نہیں کرسکے گا۔ انہی روایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ

وقال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویر صورة الحیوان شدید التحریم وهو من الکبائر سواء صنعه بما یمتهن اوبغیره فصنعته حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق اللہ تعالی سواء ماکان فی ثوب اوبساط اودرهم اودینار اوفلس اواناء اوحائط اوغیرها.... ولافرق فی هذا کله بین ماله ظل ومالاظل له وبمعناه قال جماهیر العلماء من الصحابة والتابعین ومن بعدهم(شرح مسلم للنووی ۲/ ۱۹۹)

ہمارے اصحاب اور دوسرے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حیوانات کی تصویر بنانا شدید حد تک حرام ہے اور یہ کبائر میں سے ہے چاہے اس کو ایسی چیز میں بنایا ہو جس کی توہین کی جاتی ہو یا توہین نہ کی جاتی ہو۔ بہر حال اسکی صنعت حرام ہے۔ اس لیے کہ اس میں اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت ہے چاہیے یہ تصویر کپڑے پر ہو یا درہم پر یا پیسے پر یا برتن پر، دیوار پر یا کسی دوسری چیز پر اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ تصویر سایہ دار ہو یا بے سایہ ہو۔ جمہور اہل علم صحابہ کرام تابعین عظام وتابعین اور دوسرے علماء اسی طرف فرما چکے ہیں۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر ٹی وی کی تصویر کو تصویر قرار نہ دیا جائے تو فحاشی اور عریانی کا باب کھل جائے گا اور لوگ یہی کہیں گے کہ جب یہ شرعاً تصویر کے درجہ میں نہیں تو پھر ٹی وی، وی، سی، آر اور فلم دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ اور اسی وجہ سے فلم بینی اور اجنبیات کو دیکھنا ایک روا کام سمجھ کر ہونے لگے گا۔

<u>دوسری رائے:</u> اور دوسری رائے یہ ہے کہ آج کے دور میں ضرورت کے تحت اغیار کے اعتراضات کے جوابات دینے اور اسلام کی صحیح ترجمانی کے لئے اسلامی ٹی وی چینلو کا اجراء وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ ضرورۃً جائز ہے۔

(الف) ان حضرات کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ اس وقت اسلام دشمن عناصر ان ٹی وی چینلز کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک جنگی ہتھیار کی طرح استعمال کرتے ہیں اور جنگ کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ دشمن پر اس وقت غلبہ حاصل کیا جائیگا جب آپ کے پاس یا تو دشمن کے ہتھیار سے زیادہ قوی اور مضبوط ہتھیار ہو یا کم از کم دشمن کے ہتھیار کے مادی ضرور ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب علم و افتاء الضرورات تبیح المحظورات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسی حق میں ہیں کہ چونکہ دشمن قوتوں کے پاس ایٹم بم ہے اس لیے مسلم ممالک کو بھی ایٹم بم بنانا چاہیے حالانکہ اگر اسلامی تعلیمات جنگ کے ظاہر کو دیکھا جائے تو ایٹم بم جیسے زہریلا ہتھیار جسکے استعمال سے بہت سارے بے گناہ انسانوں کی جانیں جاسکتی ہیں اور پوری کی پوری آبادی تہس نہس ہوسکتی ہے اس کا بنانا ناجائز نظر آتا ہے حالانکہ عالم اسلام کے دینی حلقے اس کے باوجود مسلم ممالک پر ایٹمی قوت بننے کے لیے زیادہ سے زیادہ زور دے رہے ہیں تو اس طرح الیکٹرانک میڈیا کو بھی اسلام دشمن لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں تو فقہاء کرام کا یہ قاعدہ **الضرورات تبیح المحظورات** اس دور میں دشمن کے اعتراضات کے جوابات دینے، دنیا پر اسلام کا حقیقی تشخص اجاگر کرنے اور لوگوں کی صحیح سمت رہنمائی کرنے کے لیے اسلامی چینلو کے اجراء کے جواز کا استدلال مہیا کرتا ہے۔

(۲) ان حضرات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ ٹی وی اور کمپیوٹر اسکرین پر جو کچھ دکھائی دیتا ہے' اسی طرح ڈیجیٹل کیمرے کے ذریعے جو مناظر محفوظ کئے جاتے ہیں یہ تصویر نہیں اس لئے اس پر تصویر کی تعریف صادق نہیں آتی اس لیے کہ حقیقی تصویر کے لیے دو بنیادی شرائط قیام اور استقرار کا ہونا ضروری ہے۔ علامہ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے لکھا ہے

لان الصورة المحرمة ما كانت منقوشة او منحوتة بحيث يصح لها صفة الأستقرار على شئي(تكملة فتح الملهم ۴؍ ۱۶۴)

اس لیے کہ بیشک حرام تصویر وہ ہے جو منقش یا منحوت ہو اور اس کو کسی شئی پر صفت استقرار ہو اور یہ دونوں شرائط یہاں مفقود ہیں اس لیے کہ ڈیجیٹل مناظر جب سی، ڈی، ہارڈ ڈسک، فلاپی، یو، ایس، بی یا موبائیل چپ وغیرہ پر محفوظ ہوتے ہیں تو محض چند شعاعی اعداد و شمار ہوتے ہیں جن کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں ہوسکتا' بلکہ خوردبین اور اس جیسے دوسرے آلات کے ذریعے بھی دیکھنا ناممکن ہے بلکہ سی ڈی یا موبائیل چپ سے وہ مناظر ٹی وی، کمپیوٹر اسکرین یا موبائیل فون کے سکرین پر ظاہر ہونے لگے تو وہ بھی روشنی کے ناپائیدار شعاعی ذرات عارضی شکل میں ظاہر ہو کر فوراً فناء ہوجاتے ہیں ایک لمحہ کے لیے بھی وہ ذرات اسکرین پر قائم نہیں ہوتے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے لکھا ہے: **اما الصورة التى ليس لها ثبات واستقرار وليست منقوشة على شئى بصفة دائمة فانها بالظل اشبه منها بالصورة ويبدأ ان الصورة التلفزيون والفيديو لا تستقر على شئى فى مرحلة من المراحل الا اذا كان فى صورة فيلم فان كانت صورة الانسان حية**

بحیث تبدو علی الشاشة فی نفس الوقت الذی یظهر فیه الانسان امام الکیمرا فان الصورة لاتستقر علی الکیمرا ولا علی الشاشة وانما هی اجزاء کهربائیة تنتقل من الکیمرا الی الشاشة وتظهر علیها بترتیبها الاصلی ثم تفنی وتزول

واما اذا احتفظ بالصورة التی لیس فیها صورة فاذا ظهرت هذه الاجزاء علی الشاشة ظهرت مرة اخریٰ بذلک الترتیب الطبعی ولکن لیس لها ثبات ولا استقرار علی الشاشة وانما هی تظهر وتفنی فلا یبداء ان هناک مرحلة من المراحل تنقش فیها الصورة علی شئی بصفة مستقرة اودائمة (تکملة فتح الملهم ۴/۶۴/۱۶۵)

تصویر کیمرے کی اسکرین پر آجائے تو نہ تو وہ تصویر کیمرے پر باقی رہتی ہے اور نہ ہی اسکرین پر بلکہ درحقیقت یہ سب کچھ شعاعی اجزاء ہوتے ہیں جو کیمرے سے ہوتے ہوئے سکرین پر ان کی اصل ترتیب کے ساتھ ظاہر ہو کر زائل ہو جاتے ہیں اب جب ایسے طریقے سے تصویر کو محفوظ کیا جائے گا۔ تو یہ اجزاء دوبارہ اسکرین پر اسی طبعی ترتیب کے ساتھ سامنے آئیں گے اوران کا اسکرین پر کوئی ثبات واستقرار نہ ہوگا اس لئے یہاں ان سارے پہلو میں سے کوئی ایک ایسا مرحلہ نہیں آتا جہاں تصویر کو کسی چیز پر استقرار ودوام کے ساتھ نقش کیا گیا ہو۔

اور شیخ الاسلام صاحب تقریر ترمذی میں فرماتے: جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے وہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آئے گی۔ (تقریر ترمذی ۲/۳۵۲)

اسی طرح کمپیوٹر کی دنیا کا ایک معروف مصنف مارشل برین نے اپنی کتاب How stuff Works کے صفحہ ۱۸۲ میں سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ حاصل کردہ عکس کے درمیان کے اس فرق کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا:

Light Capture: A digital camera focuses light the same way a film camera does-with a series of lenses. But whereas a film camera uses chemically treated celluloid to capture an image, a digital camera focuses light onto an electronic image sensor instead.

The standard sensor technology for most digital cameras is a charge coupled-device (CCD). The CCD is a collection of tiny light sensitive diodes (Called Photosites), which convert photons (that is, light), into electrons. Each photosite is sensitive to light the brighter that hits a single photosite, the greater the electrical charge that accumulates at that site. The number of photosites on a CCD determines its maximum resolution.

"روشنی کا احاطہ: ایک ڈیجیٹل کیمرہ روشنی کو اسی طرح مرکوز کرتا ہے جس طرح ایک فلم کیمرہ کرتا ہے۔ یعنی بہت سے لگاتار عدسوں کی مدد سے' لیکن دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک فلم کیمرہ عکس کو پکڑنے اور گھیرنے کے لئے کیمیکلی طریق کار کو استعمال کرتا ہے اور کیمیائی طور پر تیار شدہ فلم (سیلولائڈ) پر عکس کو پکڑ لیتا ہے' جبکہ ڈیجیٹل کیمرہ (جس میں فلم نہیں ہوتی ہے اور نہ نفس عکس کسی چپ وغیرہ میں مقید و محفوظ ہو سکتا ہے' اس لئے ڈیجیٹل کیمرہ عکس کو گھیر کر پکڑنے کی بجائے) روشنی کو ایک حساس آلہ (Sensor) پر مرکوز کرتا ہے۔ (عکس کو سینس کرنے والا یہ آلہ عکس کی تفصیل کو پڑھتا ہے اور اس کے مطابق معلومات کو شعاعی اعداد و شمار "۱۰" کی شکل میں سی ڈی وغیرہ میں ریکارڈ کرتا ہے۔ زیادہ تر ڈیجیٹل کیمروں میں (عکس بندی کیلئے) معیاری حساس ٹیکنالوجی (CCD) یعنی Charge coupled-device استعمال کی جاتی ہے۔ (CCD) روشنی سے متاثر ہونے والے انتہائی چھوٹے چھوٹے حساس ذرات (Diodes) کا مجموعہ ہوتا ہے' جو روشنی کو برقی رَو میں تبدیل کرتا ہے۔ ہر ذرہ (Diode) روشنی کے معاملہ میں انتہائی حساس ہوتا ہے۔ اور جتنی زیادہ تیز روشنی کسی ذرہ پر پڑتی ہے اتنا ہی زیادہ برقی چارج اس پر جمع ہوتا ہے' CCD پر (Diodes) ذرات کی تعداد سے اس جگہ کے روشن ہونے کی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے' اور اسی سے اس کے زیادہ سے زیادہ ریزولیشن (Resolution) کا تعین ہوتا ہے۔"

نیز "Wikipedia encyclopedia" میں ہے:

When you work with bitmap images like digital photographs, you work with pixels. A pixel (Short for "picture element") is the smallest unit in a computer images or display. Every images on your computer is made up of a colored grid of pixels. Your digital camera records pixels, your scanner converts physical images into pixels, your photo editing software manipulates pixels, your computer monitor displays pixels, and your printer paints pixels onto paper

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو' وکی پیڈیا انسائیکلوپیڈیا' عنوان (understanding resolution)

ترجمہ: "جب آپ ڈیجیٹل عکس پر کام کرتے ہیں مثلاً ڈیجیٹل فوٹو گرافی پر تو آپ دراصل پکسل (Pixel) کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں' پکسل (یا Picture element) کسی کمپیوٹر کے مناظر یا عکس کی انتہائی چھوٹی اکائی ہے۔ آپکے کمپیوٹر اسکرین پر جو بھی عکس نظر آتا ہے' وہ پکسل کے رنگین برقی رو کا مجموعہ ہے۔ آپکا ڈیجیٹل کیمرہ پکسلس (Pixels) کو محفوظ (record) کرتا ہے' آپ کا Scanner (اسکینر) کسی چیز پر طبعی طور پر قائم و پائیدار عکس کو پکسلس میں منتقل کرتا ہے' آپ کا Computer Software (کمپیوٹر اسکرین) پکسلس کو کمپیوٹر اسکرین پر رونما اور ظاہر کرتا

ہے' جبکہ آپ کا Printer (پرنٹر) ان پکسلس کو کاغذ پر Paint (رنگ و روغن سے پائیدار) کر کے تصویر بنا دیتا ہے)'' (ماخوذ از فتویٰ دار العلوم کراچی ۱۹/۹/۱۴۲۹ھ)

ٹی وی اسکرین پر پروگرامز کے انواع:

تو یہ صفت استقرار اور قیام ٹی وی اسکرین پر بھی دکھائی جانے والے مناظر میں نہیں ہوتا اسلئے کہ عموماً ٹی وی پر جو پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

پہلی قسم: وہ پروگرام جو براہ راست ٹی وی چینلو پر دکھائے جاتے ہیں مثلاً کوئی آدمی ٹی وی اسٹیشن سے کچھ نشر کر رہا ہو یا جیسے آج کل بڑے بڑے پروگرامز بغیر ریکارڈ کیے براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے جاتے ہیں تو ٹی وی پر شکل محض عکس ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دوربین کے ذریعے دور کے مناظر کو ایک آدمی با آسانی دیکھ سکتا ہے لھذا اگر وہ مناظر دوربین سے ہٹ جائے تو دوربین کے ذریعے دیکھنے والا یہ شخص ان مناظر کو نہیں دیکھ پائے گا تو اسی طرح جب ٹی وی اسٹیشن میں بیٹھنے والا یہ شخص ٹی وی اسٹیشن سے ہٹ جائے گا تو اس شخص کی تصویر اسکرین پر باقی نہیں رہے گی تو اس صورت میں ثبات اور استقرار نہیں پایا گیا حالانکہ تصویر کے شرائط میں یہ بنیادی شرط ہے تو یہ عکس سے زیادہ قریب ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ جس چیز کو بالمشافہ دیکھنا جائز ہے تو اسی چیز کے عکس کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

دوسری قسم: ٹی وی پر دوسرے قسم کے وہ پروگرامز نشر کیے جاتے ہیں جو پہلے سے وڈیو کیسٹ یا سی ڈی ڈسکس وغیرہ میں ریکارڈ کئے جا چکے ہوں اور بوقت نشر اس کو ٹی وی اسکرین پر دکھائے جائے لیکن ان مناظر پر بھی عکس کا اطلاق صحیح اور درست ہے تصویر کا اطلاق قابل غور ہے کیونکہ وی سی آر کی ریل پر اسی طرح سی ڈی ڈسک، موبائل چپ، فلاپی، اور کمپیوٹر ہارڈ ڈسک پر محفوظ مناظر نہ کھلی آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے اور نہ خوردبین لگا کر بھی کچھ نظر آتا ہے ان میں کوئی چیز تصویر کی شکل محفوظ نہیں رہتی بلکہ جب ان کو وی سی آر یا کمپیوٹر میں لگایا جائے تو وہ اپنے اندر محفوظ ذرات اور شعاعوں کو کھینچ کر مشین کے ذریعے متشکل کر دیتا ہے اور جب مذکورہ اشیاء مشین سے ہٹ جائے تو سب کا سب غائب ہو جاتا ہے اور اسی پر عکس کا اطلاق ہوتا ہے۔

تیسری قسم: تیسری قسم اشاعت وہ ہے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہو اس کو بڑا کر کے ٹی وی پر دکھایا جا رہا ہو تو اسکی تصویر میں کوئی شک و شبہ نہیں اس کا حکم بھی تصویر کا حکم ہے۔ تو جب پہلی دو قسمیں تصویر کے حکم میں نہیں تو اگر کوئی ایسا صحیح پروگرام پیش کیا جا رہا ہو جو فی نفسہ جائز ہو تو وہ ان دونوں ذریعوں میں سے کسی ایک ذریعہ سے پیش کیا جا رہا ہو تو اسکو دیکھنا فی نفسہ جائز ہوگا۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر ٹی وی اسکرین پر ان مناظر کو تصویر بھی مان لی جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ تصویر حرام ہے اور اسی پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

تصویر کی صورتیں: تصویر کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ تصویر مجسمہ کی صورت میں ہو جس کو تماثیل کہا جاتا ہے اس کی حرمت متفق علیہ ہے۔ علامہ ابن عربیؒ نے لکھا ہے کہ: ان کانت ذات اجسام حرم بالاجماع (حاشیہ صحیح بخاری ۲/۸۸۱) کہ جسم والی تصویر بالاجماع حرام ہے۔ اسی طرح قاضی عیاض نے لکھا ہے: اجمعوا علی منع ما کان له ظل (بحوالہ قاموس الفقہ ۲/۴۲۹) جس تصویر کا سایہ ہو تو اس کے منع پر اجماع ہے۔

(۲) تصویر کی دوسری صورت وہ ہے کہ جس تصویر کے لئے جسم نہ ہو تو اس بارے میں صحابہ کرامؓ کے دور سے اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض صحابہ کرام کی رائے گرامی: (الف) صحیح بخاری میں حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے۔

عن ابی طلحة صاحب رسول الله ﷺ انه قال إن رسول الله ﷺ قال إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة قال بسر ثم اشتكى زيد فعدناه فاذا على بابه ستر فيه صور فقلت لعبيد الله ربيب ميمونةؓ زوج النبى ﷺ الم يخبرنا زيد عن الصور يوم الاول فقال عبيدالله الم تسمعه حين قال الارقم فى ثوب (صحيح بخارى ۲/۸۸۱)

حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جن میں تصویر ہو' حضرت بسر فرماتے ہیں کہ پھر جب زید بیمار ہوئے تو ہم اس کی عیادت کے لئے گئے تو اس کے دروازے پر لٹکے ہوئے پردے پر تصویریں تھیں' میں نے وہاں ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے ربیب حضرت عبیداللہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت زید بن خالد جہنی نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہم سے بیان کیا تھا تو پھر یہ تصویروں والا پردہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم نے حضرت زید بن خالد سے مذکور حدیث میں یہ جملہ نہیں سنا تھا: الارقم فی ثوب یعنی وہ تصویر جو کپڑے میں نقش ہو وہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

اسی طرح جامع ترمذی میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؓ سے مروی ہے۔

انه دخل على ابى طلحة الانصاريؓ يعوده فوجد عنده سهل بن حنيفؓ قال فدعا ابوطلحةؓ انسانا ينزع نمطاتحته فقال له سهل لم تنزعه قال لان فيها تصاوير وقال فيه النبى ﷺ ماقدعلمت قال سهل اولم يقل الاماكان رقما فى ثوب قال بلىٰ ولكنه اطيب لنفسى قال ابوعيسىٰ هذا حديث حسن صحيح. (جامع ترمذى ۱/۴۳۷ هكذا فى سنن نسائى ۲/۲۱۹)

کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کی عیادت کے لئے گئے تو وہاں حضرت سہل بن حنیفؓ بھی موجود تھے تو حضرت ابوطلحہ کسی صاحب کو بلایا کہ وہ اس کے نیچے سے جو گدا بچھا ہوا ہے نکال دے تو حضرت سہل بن حنیفؓ نے وجہ دریافت کی تو آپؓ

نے فرمایا کہ اس میں تصاویر ہیں تو حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تصویر کی حرمت بیان کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کپڑے پر نقش تصویر اس سے مستثنیٰ ہے تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تو تھا مگر میں اپنے لئے اس کو زیادہ بہتر صورت پسند کرتا ہوں۔

ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر سایہ دار تصویر جو کپڑوں وغیرہ پر بنی ہوئی ہو جائز ہے۔

لہٰذا انہی روایات کے تحت علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ **انها نهى الشارع اولاً عن الصوّر كلها وان كانت رقما لانهم كانوا حديثى عهد بعبادة الصور فنهى عن ذلك جملة ثم لما تقرر نهيه عن ذلك اباح ما كان رقما فى ثوب للضرورة إلى ايجاد الثّياب فاباح مايمتهن لأنه يومن على الجاهل تعظيم ما يمتهن وبقى النهى فيما لايمتهن.** (عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۶)

بیشک شارع علیہ السلام اولاً تمام تصاویر چاہے کپڑوں وغیرہ پر مرقوم کیوں نہ ہو سے منع فرمایا اس لئے کہ ان پر تصاویر کے عبادت کا نیا نیا زمانہ گزرا تھا' تو آپ ﷺ نے جملہ تصاویر سے منع فرمایا پھر جب تصاویر کی قباحت اور ان سے نفرت پختہ ہوگئی تو پھر آپ ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے کپڑے پر رقم تصویر کی اجازت دے دی اسلئے اس وہ تصاویر والے کپڑے ایجاد ہوئے تھے' تو آپ ﷺ نے ان تصاویر کی اجازت دی جن کی اہانت کی جاتی ہے' اسلئے کہ جاہل آدمی اہانت والے شئی کی تعظیم نہیں کرتا' البتہ جن تصاویر کی اہانت نہ کی جاتی ہو ان کے بارے میں نہی برقرار ہے۔

اور علامہ ابن عربیؒ نے ان غیر سایہ دار تصاویر کے حکم کے بارے میں لکھا ہے: **ان كانت رقماً فاربعة اقوال الاول يجوز مطلقاً على ظاهر قوله الارقماً فى الثواب الثانى المنع مطلقاً حتى الرقم الثالث ان كانت الصورة باقية الهيئة قائمة الشكل حرم وان قطعت الرأس اوتفرقت الاجزاء جاز قال هذا هو الاصح الرابع ان كان مما يمتهن جاز وان كان معلقاً لم يجز** (حاشیہ صحیح بخاری ۲/۸۸۱)

اگر تصویر مرقوم ہو تو اس بارے میں چار اقوال ہیں۔

پہلا قول مطلقاً جواز کا ہے جو **الارقما فى الثوب** سے ظاہر ہے۔ دوسرا قول مطلقاً منع ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر تصویر کی پوری ہیئت اور شکل کے ساتھ قائم ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کٹا ہوا ہو یا اعضاء متفرق ہوں تو جائز ہے اور یہ اصح قول ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ جس تصویر کی اہانت کی جاتی ہو تو جائز اور اگر وہ مطلق لٹکا ہوا ہو تو ناجائز۔

اسلئے علامہ عینیؒ نے بعض سلف صالحین میں ایک گروہ سے غیر سایہ دار تصاویر کے جواز کا قول نقل کیا ہے۔

وقال قوم انما كره من ذلك ماله ظل ولا ظل له فليس به بأس (بحوالہ حلال وحرام ص ۲۲۶۔ سیف اللہ رحمانی)

اور علامہ نوویؒ نے ایک جماعت علماء سے ایسی تصویروں کا جواز نقل کیا ہے۔ (شرح مسلم)

مالکیہ کا مذہب: یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ غیر مجسم تصاویر کے جواز مع الکراھۃ التنزیہ کا قائل ہیں اور اکثر مالکیہ

کی بھی یہی رائے ہے البتہ بعض مالکیہ اس قسم کی تصاویر کو بلا کراہت جائز سمجھتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن قدامۃؒ لکھتے ہیں: **وكان ابوهريرة يكره التصاوير مانصب منها ومابسط وكذالك مالك الاانه فان يكرمها تنزيها ولايراها محرمة** (المغنی لابن قدامۃ ج ۷۔صفحہ ۶)

حضرت ابوہریرۃ کھڑے کئے گئے اور بچھائی گئی تصاویر کو مکروہ سمجھتے تھے' اسی طرح امام مالکؒ بھی رائے رکھتے تھے البتہ آپ ان کو مکروہ تنزیہی کے قائل تھے ان کو حرام نہیں سمجھتے تھے۔ اور شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے لکھا ہے:

فالحاصل أن المنع من اتخاذ الصور مجمع عليه فيما بين الائمة الاربعة اذا كانت مجسدة أما غير المجسدة منها فاتفق الائمة الثلاثة على حرمتها ايضاً قولاً واحدا والمختار عند اكثر المالكية كراهتها لكن ذهب بعض المالكية إلى جوازها (تکملۃ فتح الملہم ۴/۱۵۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ مجسم تصاویر کے منع پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے البتہ غیر مجسم تصاویر کے منع پر ائمہ ثلاثہ متفق ہیں۔اور اکثر مالکیہ کے ہاں مختار مذہب کراہت کا ہے اور بعض مالکیہ اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

اور علامہ عبدالرحمٰن الجزائریؒ مالکیہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **ثانيها ان تكون مجسدة سواء كانت ماخوذة من مادة قبضى كالخشب والحديد والعجين والسكر اولا كقشر البطيخ...... اما اذا لم تكن مجسدة كصورة الحيوان والانسان التى ترسم على الورق والثياب والحيطان والسقف ففيها خلاف ' رابعها ان يكون لهاظل فان كانت مجسدة لكن لاظل لها بان بنيت فى الحائط ولم يظهر منهاسوى شئى لاظل له فانها لايحرم** (بحواله قاموس الفقه ۴/۶۹)

تصویر کے حرام ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مجسم ہو چاہے وہ باقی رہنے والے مادۃ ہو جیسے لکڑی' لوہا' گوندھا ہوا آٹا اور شکر سے بنی ہو یا ناپائیدار مادۃ مثلاً خربوزہ کے چھلکے سے بنی ہو' اگر حیوان اور انسان کی صورت کی طرح مجسمہ نہ ہو جو کپڑے' کاغذ' دیوار اور چھت پر نقش کیا جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے تصویر کے حرام ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ سایہ دار بھی ہو اگر وہ مجسمہ کی شکل ہو لیکن سایہ دار نہ ہو' مثلاً دیوار میں اس طرح بنائی گئی ہو کہ اسکا سایہ نہ بن پایا ہو تو وہ حرام نہیں۔ اسی طرح موسوعۃ الفقہیۃ میں مالکیہ کا مذہب یوں نقل ہے **ان المالكيه لايرون تحريم الصور المسطحة لايختلف المذاهب عندهم فى ذلك** (موسوعۃ الفقہیۃ ۱۲/۱۰۲) کہ بے شک مالکیہ کے ہاں بالاتفاق غیر سایہ دار تصویر حرام نہیں ہے۔

<u>بعض علماء عرب کی رائے:</u> غیر سایہ دار تصویر کے بارے میں بعض علماء عرب بھی جواز کی رائے رکھتے ہیں۔

مثلاً شیخ سید سابق لکھتے ہیں: **كل ماسبق ذكره خاص بالصورة المجسدة التى لها ظل اما الصورة التى لاظل كالنقوش فى الحوائط وعلى الورق والصور التى توجد فى الملابس والستورو**

الصور الفو تو غرافیة فهذه کلها جائزة (فقه السنة ۲ /۵۸)
جو کچھ ذکر ہوا وہ مجسم تصویر جس کا سایہ ہو کیساتھ خاص ہے' البتہ وہ تصویر جس کا سایہ نہیں جیسے دیوار' کاغذ پر بنائی گئی تصویر' اسی طرح وہ تصاویر جو کپڑوں اور پردوں پر بنائی گئی ہوں اور وہ تصاویر جو کیمرہ سے بنائی گئی ہوں تمام کی تمام جائز ہیں۔

اور اسی طرح دکتور یوسف قرضاوی مدظلہ فرماتے ہیں، اور اگر تصویر کسی ذی روح کی ہو اور اس سے کسی قسم کا اندیشہ نہ ہو جس کا بیان اوپر گزر چکا یعنی کوئی ایسی تصویر نہ ہو جس کی تقدیس و تعظیم کی جاتی ہے اور نہ اس سے تخلیق خداوندی کی مشابہت مقصود ہو تو راقم السطور کی رائے میں ایسی تصویر حرام نہیں ہے۔ (الحلال والحرام اردو ۱۴۵)

قاسم بن محمد کا مذہب: اسی طرح حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ جو فقہاء مدینہ میں سے ایک جلیل القدر فقیہ تھے' وہ بھی غیر مجسم تصاویر کو جائز سمجھتے ہیں۔ عن ابن عون قال دخلت علی القاسم وهو بأعلی مکة فی بیته فرایت حجلة فیها تصاویر القندس والعنقاء (فتح الباری ۱۰/۳۱۹)
ابن عون فرماتے ہیں کہ میں قاسم بن محمد کے گھر داخل ہوا وہ مکہ کے بالائی حصہ میں اپنے گھر میں مقیم تھے تو میں نے اس کے گھر میں ایک حجلۃ دیکھا جس پر قندس (ایک آبی جانور) کا اور عنقاء کی تصاویر تھیں۔

حنابلۃ کی رائے: اسی طرح حنابلہ کے ہاں بھی کپڑوں پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں بلکہ جائز ہے' چنانچہ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں أن مذهب الحنابلة جواز الصورة فی الثوب ولو کان معلقاً علی مافی خبر ابی طلحة (فتح الباری ۱۰/۳۱۹)
بیشک حنابلہ کا مذہب' کپڑے وغیرہ پر تصویر کے جواز کا ہے' اگرچہ وہ لٹکایا ہوا ہو جیسے کہ حضرت ابو طلحہؓ کی روایت میں ہے قال ابن حمدان من الحنابلة المراد بالصورة ای المحرمة ماکان لها جسم مصنوع له طول و عرض وعمق (الموسوعة الفقهية ۱۲/۱۰۲) ابن حمدان حنبلیؒ نے فرمایا ہے کہ صورۃ محرمۃ سے مراد وہ صورت ہے جس کا جسم ہو اس کے لئے طول' عرض اور عمق۔

امام ابراہیم نخعیؒ کی رائے گرامی: غیر سایہ دار تصویر کے بارے میں مشہور تابعی اور امام حضرت ابراہیم نخعیؒ بھی جواز کی رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن ابی شیبہؒ نے اپنے مصنف میں آپؒ کے دو روایات نقل کی ہیں۔ عن مغيرة قال کان فی بیت ابراهيم تابوت فيه تماثيل (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/ ۶۰۵ ۔ تحقیق محمد عوامہ کتاب اللباس)
حضرت مغیرہؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ کے گھر میں ایک صندوق (تابوت) تھا جس پر تصاویر تھیں۔

وعن حماد عن ابراهيم قال لاباس بالتمثال فی حلية السيف ولاباس بها فی سماء البيت انما یکره منها مانُصب نصباً یعنی الصورة (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/ ۶۰۵ ۔ تحقیق محمد عوامہ کتاب اللباس) حضرت حماد بن ابی سلیمان امام ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؒ نے فرمایا کہ تلوار کے دستے وغیرہ پر اور اسی طرح گھر کی چھت پر بھی تصاویر میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جو تصاویر کھڑی کی جاتی ہوں وہ مکروہ ہیں ۔ (جاری ہے)

مرتب: مولانا حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۳ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری میں معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۲ ربرس کی عمر میں ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانگی اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔............ (مرتب)

قرآن کی تلاوت تقرب الٰہی کا ذریعہ: امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ جل شانہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یا اللہ ایسی عبادت بتلائیں جو آپکی قربت کا باعث ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تلاوت قرآن کیا کرو۔ ڈائری: یکم فروری ۵۳

حضرت عمرؓ کے دور خلافت کے اہم امور: حضرت عمرؓ کے عہد میں دس سال کی قلیل مدت میں چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح کیے گئے۔ چار ہزار گرجے اور کفار کی عبادت گاہیں سلطنت اسلامی کی حفاظت و نگرانی میں شامل ہوئیں اور چودہ ہزار مساجد تعمیر کیے گئے (مؤرخ گبن۔ انحطاط رومہ و سقوطہا جلد ۵ صفحہ ۴۷، ۵۰، ۴۷، منقول از الفرقان ۱۳۶۶ھ) ڈائری: ۲۵ فروری ۵۳ء

حضرت عمرؓ کے حکیمانہ مقولے: (۱) من کتم سرّہ کان الخیار فی یدہٖ (۲) اتقو من تبغضہ قلوبکم (۳) اعقل الناس اعذرھم للناس (۴) لاتؤخر عمل یومک الی غدک (۵) ماادبرشی فاقبل (۶) من لم یعرف الشرّ یقع فیہ (۷) رحم اللہ امرأ اھدیٰ الیّ عیوبی (۸) ترک الخطیئۃ اسھل من معالجۃ التوبۃ (۹) ما سألنی رجل الا تبین لی فی عقلہ (۱۰) لی علی کلّ خائن امینان الماء والطین

(۱۱)لوانّ الصبر والشکر بعیران ما بالیت علی ایھما رکبت (☆) (الفاروق جلد۲ص ۲۹۳۔۲۹۲) ڈائری ۱۳؍۱۴ جون ۵۳

طلب علم میں مال کا خرچ: علی بن عاصمؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائے طالب علمی میں مجھے میرے والد نے ایک لاکھ درہم دیے۔ اور کہا کہ بیٹا یہ لو اور حصول علم میں صرف کرو مگر یاد رہے کہ اس لاکھ کا معاوضہ ایک لاکھ حدیثوں سے ہو گا۔ ان کو محدثانہ کمال کی بنیاد پر دربار علم سے مسند عراق کا خطاب عطا کیا گیا۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد۱ صفحہ ۲۸۹)

ہشام ابن عبید اللہؒ (جو شوق علم میں سترہ سو شیوخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے) سات لاکھ درہم راہ طلب علم میں صرف کیے۔ (ایضاً جلد۱ صفحہ ۲۵۵)

ابن متوکل بخاریؒ نے اسی ہزار درہم، حافظ کبیرؒ بن سنجر نے نو ہزار اشرفیاں، حافظ ابن قیمؒ نے تیس لاکھ درہم اور امام ذہبیؒ نے ڈیڑھ لاکھ درہم طلب علم میں صرف کیے۔ (ایضاً جلد۲ صفحہ ۱۰۶،۱۵۶،۱۱۴،۱۷۴) ڈائری: ۱۰؍اپریل ۵۳ء

ابو مسلم صاحب سنن نے پہلی مرتبہ روایت حدیث کرنے کی خوشی میں دس ہزار درہم خیرات کیے۔ (ایضاً جلد۳ صفحہ ۲۱۹)

فتح الباری کی تکمیل پر شاندار دعوت: حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے فتح الباری کی تصنیف سے فراغت کی خوشی میں ایک شاندار دعوت پانچ سو اشرفیاں لگا کر کی۔ (علماء سلف صفحہ ۶۲ منقول از شاہ عبدالعزیز) ڈائری: ۱۲؍اپریل ۵۳ء

تعلیم کی عمومیت: یحییٰؒ ابن جعفر بیکندی بیان فرماتے ہیں کہ علیؒ ابن عاصم کے حلقہ درس میں تیس ہزار آدمی جمع ہوتے تھے۔ یزیدؒ ابن ہارون کے درس حدیث میں ستر ہزار حاضرین کا تخمینہ کیا گیا۔

امام بخاریؒ کے شاگرد فربریؒ سے نوے ہزار آدمیوں نے صحیح بخاری کی اجازت حاصل کی تھی۔

فریابیؒ اور امام ذہبیؒ سے حدیث سننے کیلئے دس دس ہزار آدمی قلم اور دواتوں کیساتھ لکھنے کیلئے آئے۔ ڈائری: ۱۳؍اپریل ۵۳ء

خواتین کا علمی رسوخ: امام حافظ ابن عساکرؒ مؤرخ دمشق نے جن اساتذہ سے فن حدیث حاصل کیا تھا اُن میں اسّی سے زیادہ عورتیں تھیں۔ امام ابن جوزیؒ تین برس کی عمر میں یتیم ہوئے تو کفالت پھوپھی نے کی جسکی تربیت کا ثمرہ یہ نکلا کہ دس برس کی عمر میں وعظ فرمانے لگے اور آگے چل کر دنیا میں جلیل القدر امام ہوئے (تذکرۃ الحفاظ جلد۴ ص ۱۲۳،۱۳۶)

(☆) (۱) جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ (۲) جس سے تم کو نفرت ہو اس سے ڈرتے رہو۔

(۳) سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو اپنے افعال کی اچھی تاویل کر سکتا ہو۔ (۴) آج کا کام کل پر مت چھوڑو۔

(۵) جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی۔ (۶) جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں مبتلا ہوگا۔

(۷) اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب میرے پاس تحفے میں بھیجتا ہے (یعنی مجھ پر میرے عیب ظاہر کرتا ہے)

(۸) توبہ کی تکلیف سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے۔ (۹) جب کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے تو مجھے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ (۱۰) ہر بدیانت پر میرے دو چوکیدار متعین ہیں ا۔ پانی ۲۔ مٹی

(۱۱) اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں اس کی پرواہ نہ کرتا کہ دونوں میں کس پر سوار ہوں۔

ابن رشدؒ اور کتب بینی: ابن الاباء نے ابن رشدؒ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی تمام عمر میں صرف دو راتیں ایسی گذریں کہ وہ کتب بینی اور مطالعہ سے باز رہے۔ ایک نکاح کی رات اور دوسری باپ کی وفات کی رات۔ موصوف کی فیاضی دوست اور دشمن پر یکساں تھی۔ آپکی تصنیفات کے بیس ہزار صفحات ہیں۔ (مقالات شبلیؒ) ڈائری: ۲۵ راپریل ۱۹۵۳ء

التصوف والصوفی:

التصوف الزهد فی الدنیا والالتفات الی الآخرة والاجتهاد فی طاعة اللّٰہ تعالیٰ. اویراد به فناء العارف عما سوی اللّٰہ فلا یرٰی موجوداً بذاته غیره. او یراد به اتباع الرسول ﷺ فی اقواله و صفاته و احواله . وقال ابو بکر الشبلیؒ الصوفی منقطع عن الخلق متصل بالحق. وقال سهل بن عبدالله الصوفی من الصفا من الکدر وامتلأ من الفکر وانقطع الی الله دون البشر، واستویٰ عنده المال والمدر (☆) (مجلة المسلمون عدد ۵ جلد ۳ صفحہ ۴۷۸) ڈائری: ۲۷ اپریل

عروس البلاد بغداد: بغداد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دریائے دجلہ کے دونوں طرف آباد ہے۔ خلفائے عباسیہ کا پایہ تخت تھا۔ منصور خلیفہ ثانی نے آباد کیا۔ ۱۴۵ھ میں ہارون الرشیدؒ کے زمانہ میں علوشان اور وسعت کی وجہ سے اس کا نام ''عروس البلاد'' پڑ گیا' اس کا تیسرا محاصرہ ہلاکو خان مغل نے کیا۔ جس نے بلخ' بخارا' نیشاپور اور سمرقند پر یلغار کرنے کے بعد بغداد کا رخ کیا اور یہاں بے حد کشت وخون اور لوٹ مار کی۔ ہارون اور مامون کے زمانہ میں اس کی آبادی ۲۰ لاکھ تھی۔ اُس زمانہ میں یہ عالم اسلام کا مرکز اور علماء وفضلاء کا گہوارہ بن چکا تھا۔ نظام الملک طوسیؒ نے مدرسہ نظامیہ قائم کیا۔ خلیفہ مستنصر باللہؒ نے مستنصریہ کے نام سے مدرسہ کا اجراء کیا۔ سیدنا و مولانا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ' جنید بغدادیؒ' معروف کرخیؒ' سریؒ سقطیؒ' بہلول دانا' زبیدہ خاتونؒ' ذوالنون مصریؒ' امام احمد بن حنبلؒ' حسین ابن منصور حلاجؒ جیسے مشاہیر یہاں مدفون ہیں۔ ڈائری: ۳۰ راپریل ۱۹۵۳ء

تعریف التوفیق:

التوفیق (۱) جعل الله فعل عباده موافقاً لما یحبه ویرضاه. (۲) وقیل الاستعداد والاقدام علی الشیء (۳) وقیل موافقة تدبیر العبد لتقدیر الحق (۴) وقیل هو الامر المقرب الی

(☆) (۱) تصوف دنیا سے بے رغبتی' آخرت کی طرف ہمہ تن توجہ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں سعی کرنے کا نام ہے۔ یا عارف کا اللہ کی ذات میں ایسا منہمک ہونا ہے کہ اسے حضرت حق جل مجدہ کے علاوہ کوئی نظر نہ آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی قولی وفعلی اور صفتی ہر قسم کی اتباع کو کہتے ہیں۔ ابوبکر شبلیؒ نے فرمایا کہ صوفی مخلوق سے کٹ کر اللہ کا ہو جانے والا ہے۔ سہل ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ صوفی میل کچیل (گناہ) سے صاف اور غور وفکر (الٰہی) میں ڈوبے رہنے والے کا نام ہے' جو مخلوق سے کٹ گیا ہو۔

السعادة الابدية والكرامة السرمدية (۵)قيل جعل الاسباب موافقةً للمسببات(☆) (مجمع الانهر ج ا ص ۵ مطبوعه مصر) ڈائری:۱۲رمئی ۱۹۵۳)

عدل:

عدل وہ جوہر ہے جو کہ ایک جماعت نوع انسانی کیلئے مفید اور خیر ورحمت کا باعث ثابت ہوتی ہے۔اور اس سے نوع انسانی کی قیادت کا حق ملتا ہے اور جو جماعت حق وانصاف کا راستہ چھوڑ دیتی ہے وہ اپنی افادیت کھو دیتی ہے۔ نتیجتاً جمہور کی رضا مندی اس سے منہ پھیر لیتی ہے اور ایک دن آتا ہے کہ اسکی شان وشوکت کے محل کھنڈرات میں تبدیل ہو کر اس پر نوحہ کرتے ہیں۔(مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی۔؛الجمعیۃ ۱۴راگست ۱۹۴۹ء) ڈائری:۱۹رمئی ۱۹۵۳ء

آزادی کا تحفظ:

آزادی کی حفاظت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ہم بدی' ظلم' تعصب' اور جھوٹ سے عدم تعاون کریں۔ (گاندھی جی : ڈائری: ۲۱رمئی ۵۳)

امام ابوحنیفہ کا فراغت کے بعد رخصت ہونے والے تلامذہ کو الوداعی نصائح: ''میرے دل کی مسرتوں کا سرمایہ تم لوگوں کا وجود ہے۔تمہاری ہستیوں میں میرے حزن وغم کی ضمانت پوشیدہ ہے۔'' آگے چل کر فرمایا کہ ''فقہ (اسلامی قانون) کی زین تم لوگوں کے لئے کس کر میں تیار کر چکا ہوں' اب تمہارا جس وقت جی چاہے سوار ہو سکتے ہو' میں نے ایک ایسا حال پیدا کر دیا ہے کہ لوگ تمہارے نقش قدم کی جستجو کریں گے۔اور اسی پر چلیں گے۔تمہارے ایک ایک لفظ کو لوگ اب تلاش کریں گے۔میں نے گردنوں کو تمہارے لئے جھکا دیا اور ہموار کر دیا ہے۔''

پھر خاص چالیس حضرات (تلامذہ) کو خصوصیت سے خطاب فرمایا اور کہا ''پس ایک وقت آگیا ہے کہ آپ لوگ میری مدد کریں' میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم (۴۰) میں ہر ایک عہدہ قضاۃ کی ذمہ داریوں کے سنبھالنے کی پوری صلاحیت اپنے اندر پیدا کر چکا ہے۔اور دس آدمی تو تم میں ایسے ہیں جو صرف قاضی ہی نہیں بلکہ قاضیوں کی تربیت و تادیب کا کام بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں

علم محکوم نہ ہونے دیں: آگے فرمایا ''اللہ کا واسطہ دیتے ہوئے اور علم کا جتنا حصہ آپ لوگوں کو ملا ہے اُس علم کی عظمت وجلالت کا حوالہ دیتے ہوئے آپ لوگوں سے میری تمنا ہے کہ اس علم کو محکوم ہونے کی بے عزتی سے بچائے رہنا۔

(جاری ہے)

(☆) توفیق اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے کام کو اپنی رضا ورغبت کے مطابق بنانے کو کہتے ہیں یا کسی مرغوب چیز کے کرنے کی استطاعت دینے کو کہتے ہیں۔یا انسانی تدبیر کا اللہ تعالیٰ کے تقدیر (خیر) کے مطابق ہو جانا۔یا اللہ تعالیٰ کے مقرب کام کو کہتے ہیں جو ہمیشگی کی سعادت اور عزت مندی کا سبب ہو۔یا اسباب کا کام کے لئے برابر ہو جانا۔

افکار و تاثرات

مولانا محمد ابراہیم فانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

حرمین شریفین کا سفرنامہ عنبر شمامہ

استاذ محترم مدیر شہیر ماہنامہ الحق حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم کے ساتھ ایک مجلس میں ماہنامہ الحق میں آپ کے تحریر کردہ سفرنامہ حرمین شریفین کا تذکرہ چھڑ گیا۔ اس وقت الحق میں اس کی ساتویں قسط شائع ہوئی تھی' راقم نے اس کے متعلق اظہار خیال کیا اور حضرت سے استدعا کی کہ اس سفرنامہ کو مزید تفصیل کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر قارئین الحق نے یہ سلسلہ انتہائی پسند کیا ہے اور بعد میں اس کو کتابی شکل میں شائع کروائیں۔ مولانائے محترم نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بندہ کی درخواست کو درخور اعتناء سمجھا اور اس روح پرور سلسلہ کو دراز فرمایا۔ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم۔ احقر نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ اجازت ہو تو اپنے احساسات کو حیطۃ التحریر میں لاؤں' حضرت نے بہ خوشی اجازت دی۔ چنانچہ اپنے قلبی واردات و احساسات کو بزبان قلم نذر قارئین کررہا ہوں ۔استاذ محترم کی عنایت ہے کہ راقم کو اس لائق گردانا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء.

لطف و احساں آپ کا ہے مہربانی آپ کی　　بندہ کس لائق ہے صاحب قدردانی آپ کی　(فانی)

اخلاص و عقیدت کے کوثر و تسنیم میں ڈوبا ہوا مہبط جبرئیل امین محور انوار ربانیہ اور مرکز تجلیات الٰہیہ' حرمین شریفین کی پُرنور فضاؤں میں تحریر کردہ استاذ محترم امیر القلم حضرت العلام مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا سفرنامہ عنبر شمامہ وجہ طراوت ایمان باعث بالیدگی روح اور موجب تازگی قلب و دماغ ہورہا ہے جس کا ہر نکتہ ہر حرف ہر لفظ ہر سطر بلکہ ہر مبتداء و خبر عشق و محبت کا مظہر کامل اور جذب و شوق کا مصداق اتم ہے اور اس کے ہر پیراگراف سے اخلاص و عقیدت کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔

نگاہوں سے برستی ہے اداؤں سے ٹپکتی ہے
محبت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

ایک کمترین شاگرد اور نالائق تلمیذ اپنے محبوب و مکرم شیخ اور شفیق و مشفق استاذ اجل کی تحریر پُرتاثیر پر خامہ فرسائی کی کیا جرأت کرسکتا ہے؟ مگر ع جذب دل نے آج کوئے یار میں پہنچا دیا

کے بموجب سفرنامہ کی قسط ہفتم نے جذب و کیف اور وجد و شوق کے ایک ایسے عالم میں پہنچا دیا کہ ضبط کے باوجود قلم

سے رہا نہ گیا۔ اور یہ چند بے ترتیب و بے ربط سطور لکھنے پر مجبور ہوا۔ اس قسط کا بار بار مطالعہ کیا۔ ہر بار کیف کی ایک نئی دنیا کی سیر کی۔ پرنم آنکھوں اور اشک آلودہ نین کے ساتھ اس کے ہر ہر سطر سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ کئی بار آنکھوں کے نور کے سامنے اشک حائل ہوتے گئے' لیکن جذب وشوق کا یہ عالم رہا کہ آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں تحریر پر ٹکی رہیں' پھر اشکوں کو پونچھ کر دوبارہ اس کے مطالعہ میں مشغول ہوتی گئیں۔ ع سیف ہنگامِ وصال آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

گیلان کے درویش خدا مست کی جگر کو پاش پاش کرنے والی نظم اور پھر مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے رقت انگیز اشعار کے انتخاب نے اس قسط کو سدا بہار بنا دیا۔ مولانا مناظر حسن گیلانیؒ کی نظم واقعی انہوں نے اپنے دل کی قاشیں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ ع من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم ۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں :

شبے پیشِ خدا بگر یستم زار مسلمانان چرا خوارند وزارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم دلے دارند و محبوبے ندارند

آہ مولانا گیلانی جنہوں نے شب وصال فانی بدایونی کی اس غزل کی فرمائش کی تھی۔ جسکے اس شعر نے بندہ کو کئی بار رلایا۔

؎ سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

اور پھر اسی رات اپنی بے چین وبیقرار روح اپنے جان آفرین کے سپرد کر دی۔ ؎

اب نہ کلفت ہے نہ شکوے ہیں نہ گویائی ہے
آج بیمارِ محبت نے شفا پائی ہے

وفات کے بعد ایک عالم نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ ۹۰ سال کا پیر ناتواں سفید ریش ایک جوانِ رعنا معلوم ہو رہا تھا جس کا چہرہ بھرا ہوا اور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔ یہ آپ کی ایک واضح کرامت تھی۔ اللہ اللہ انہوں نے یہ نظم کس کرب و درد کی حالت میں لکھی ہوگی اور کس سوز و گداز سے بارگاہِ حضور میں سنائی ہوگی۔ استاذ محترم نے کس موقعہ پر اور کس قدر برمحل ایک اثر آفرین انداز میں اس کو سفرنامہ کا جزء بنا دیا۔

جام کے صوفیٔ صافی نے اپنے دل ریزہ ریزہ کے سیپارے اللہ کے حضور پیش کئے ہیں۔ اور ایسے پُر تاثیر انداز میں کہ جس کو پڑھنے اور سننے سنانے کے لئے بھی جگر چاہیے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کی اس مناجاتی غزل کی زمین پر میرے والد محترم صدر المدرسین متکلم عصر حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ اکثر یہ شعر سناتے تھے۔

چار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست عاجزی و بیکسی عذر و گناہ آوردہ ام

آپ عموماً یہ شعر اس پس منظر میں سناتے تھے' کہ جب کوئی شخص کسی دوست کے پاس مہمان بن کر جاتا ہے تو وہ اپنے ساتھ ایک ایسا تحفہ لے جاتا ہے جو کہ اس کے دوست کے علاقے اور وطن میں نایاب و ناپید ہوتا کہ اس پر اس کا دوست خوش ہو جائے۔ چونکہ اللہ کی بارگاہ میں رونا دھونا نہیں۔ اس لئے دعا میں عاجزی اور خشوع وخضوع وتضرع وزاری کے

ساتھ ساتھ رونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس نیازمندی پر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہی بات حضرت الشیخ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے حوالہ سے اپنے خطبات وتقاریر ومواعظ میں فرمایا کرتے تھے۔

مولانا کے حسنِ انتخاب کو دادِ تحسین نہ دینا ناانصافی ہوگی کہ ابھی دل ''مجذوب گیلانی'' کے ضربات سے سنبھلنے نہیں پایا تھا کہ صوفی جام کی مناجاتی نظم کی شکل میں غزل نے درد وسوز کی وہ کیفیت طاری کر دی کہ خود جامیؒ کی زبان میں:

قطرہء خونِ جگر جامیؔ بدریا افگنے
سینہ سوزاں دل تپاں ماہی ز آب آید بروں

اللہ اکبر خونِ جگر میں ڈوبے ہوئے یہ کیف آور اشعار جن کی تاثیر ہزاروں مراقبوں پر بھاری ہے۔

حضرت جامیؒ کے یہ اشعار سننے والے اور پڑھنے والے پر ایک رقت کی کیفیت طاری کرتے ہیں۔ خود ان اشعار کے الہام والقاء کی وقت آپ کن کیفیات سے گزرے ہوں گے۔

بقول خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ :

ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب مے یہ تو نے ظالم شیشے میں بھری ہوگی
جنت میں ملے گا وہ جس میں جسے راحت ہو
ہم کو تو پسند اپنی شوریدہ سری ہوگی

جس دل میں دیار محبوبؐ کی تڑپ نہ ہو، جو آنکھ درو دیوار یار کے دیدار کیلئے بیتاب نہ ہو، اور جس جگر میں ہجرِ محبوب کی وجہ سے سوزش نہ ہو وہ دعوائے محبت میں صادق نہیں۔ عاشقِ زار کو تو محبوب کے درو دیوار سے بھی گل ونسرین کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبل ذاالجدار و ذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیارا

درِ محبوب سے جدائی کا تصور کس قدر مہیب، کتنا کرب انگیز اور کتنا دردناک ہوتا ہے اس کا ادراک ہر کوئی نہیں کرسکتا۔

ع غم عشق بوالہوس راند ہند ۔ مولانائے محترم نے قسطِ ہفتم کو دیار محبوب کو الوداع سے معنون کر کے انتباہ کر دیا کہ یہ قسط کس قدر کرب انگیز ہے۔

سنے ہوں گے ہزاروں بلبلوں کے نالے گلشن میں
کلیجہ تھام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

بہرحال ایک طرف دیارِ محبوب کا روح پرور تذکرہ، دوسری جانب اس سے جدائی کا دلدوز منظر اور اس پر مولانا کی معجز رقم

تحریر مستزاد۔ جس نے ہم جیسے بے بضاعت فقیروں اور بینوا گداؤں کو جذب و کیف اور وجد و شوق کے غیر مرئی عالم کی سیر کرادی۔ نم دیدہ آنکھوں کے ساتھ دلگداز آہوں کے ساتھ جگر پاش سسکیوں کے ساتھ درد و کرب الم و نالہ کے ساتھ وہ درد جس کے بارے میں عربی شاعر کہتا ہے۔

یجد الحمام ولو کوجدی لانبری

شجر الاراک مع الحمام ینوح

ایسا درد جس پر لاکھوں خوشیاں قربان ہوں کیونکہ یہ درد محبت ہے یہ کرب عشق ہے یہ غم الفت ہے جس کے استقبال کے لئے عشاق بانہیں وا کئے دیوانہ وار انتظار میں رہتے ہیں۔

اس سفر نامہ حرمین الشریفین نے حضرت الاستاذ مولانائے محترم کی گونا گوں صفات کے مخفی گوشے آشکارا کئے ہیں اور حضرت الشیخ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ کی کرامتیں بھی واشگاف انداز میں اس بہار آفرین سفر نامہ کے مجموعی مطالعہ سے محسوس کی جاسکتی ہیں۔ جانبین کے خطوط سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی توجہات مکمل طور سے آپ پر سایہ فگن رہیں اور آپ کی مستجاب دعائیں ہردم آپ کے شامل حال تھیں۔ اکابر و مشائخ وقت سے آپ کی بے تکلف ملاقاتیں ان کے ساتھ علمی گفتگو اور تحقیقی مباحث اور پھر غیر مقلدین حضرات کے امام شیخ ناصر الدین البانی کے ساتھ مناظرانہ نوک جھونک حضرت محدث عصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی رفاقتیں مولانا شیر محمد سندھیؒ جیسی عبقری شخصیت کی مجالس میں حاضر باشی حضرت کشمیریؒ کے شاگرد رشید مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی دعائیں حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ مدنی کی پرنور صحبتیں عالم عرب کے صاحب دل و دانائے راز داعی و مفکر شیخ مصطفیٰ السباعیؒ کی شفقتیں اور باقی بزرگان دین و اکابر مشائخ کی عنایتیں۔ دیگر کیا کیا انعامات ہیں جن کو اللہ کریم نے آپ پر نچھاور نہیں کئے۔ **وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

پھر تعجب کی بات کہ اس وقت ۲۷۔۲۸ سال کا جوان اور عین عالم شباب میں دنیائے اسلام کی ان عباقرہ و جہابزہ اور یگانہ روزگار ہستیوں کے ساتھ ایسی علمی اور تحقیقی مجالس یہ جہاں حضرت الشیخؒ کی زندہ کرامتیں ہیں تو دوسری طرف آپ کی خداداد صلاحیتوں کی غماز ع یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

سر دست یہ بے ربط سطور اور بے ترتیب احساسات سپرد قلم کئے۔ جی چاہتا ہے بہت کچھ لکھوں لیکن قلم احساسات کے اظہار کے ساتھ نہیں دے رہا۔ انشاء اللہ جب سفر نامہ کی (نہ چاہتے ہوئے بھی) تمام قسطیں اختتام پذیر ہوں تو اس پر تفصیل سے اگر آپ حضرات کی اجازت ہو تو ایک طالبعلمانہ اظہار خیال کروں گا۔

فانی وہ خرابہ ہے اسے دل نہیں کہتے
جس دل میں نہ رقصاں ہو تمنائے مدینہ

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مولانا محمد اسحاق مدنی پلندری کی دارالعلوم آمد: ۱۴رجنوری ۲۰۰۹ء کو مولانا محمد اسحاق مدنی پلندری اور لاہور کے معروف عالم دین حضرت مولانا عبدالرؤف ملک اپنے دیگر ساتھیوں سمیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ نے دورۂ حدیث کی کلاس میں طلباء کرام سے خطاب بھی فرمایا۔ مولانا مدنی طویل عرصے سے عرب امارات میں مقیم ہیں اور علمی تحقیقی مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے قرآن کی بہترین تفسیر ''زبدہ البیان'' اور ''عمدہ البیان'' بھی لکھی ہیں۔

حضرت مولانا روح الامین (پیر آف مانکی شریف) کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں پیر آف مانکی شریف حضرت مولانا روح الامین مدظلہ دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ علاقہ کی معروف وسماجی شخصیت جناب حج خان بھی تھے۔ محترم پیر صاحب نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا دورہ کیا اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی فرمائش پر دورۂ حدیث کے طلباء سے مختصر خطاب اور دعا فرمائی۔

دارالعلوم میں وفاق المدارس کا اہم اجلاس:

۳۱رجنوری، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مجلس عاملہ کے ذیلی کمیٹی برائے دستور وقواعد وضوابط پر غور کے لئے اجلاس وفاق کے مرکزی نائب صدر حضرت مولانا محمد انوار الحق کی صدارت میں جامعہ حقانیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت علامہ مولانا زاہد الراشدی صاحب گوجرانوالہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب ناظم وفاق اور حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب گلگت نے شرکت کی۔ اجلاس کئی گھنٹے تک جاری رہا جس میں بعض سفارشات عاملہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے زیر بحث رہے۔ حتمی تجاویز آئندہ میٹنگ میں مرتب ہو کر عاملہ کی منظوری کے لئے پیش کردی جائیں گی۔

حاجی آفتاب کی والدہ کی وفات:

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے سالے مرحوم حاجی نور محمد کی اہلیہ اور دارالعلوم کے انتہائی مخلص جناب الحاج محمد آفتاب کی والدہ ماجدہ طویل عرصہ کی علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ انتہائی عاجز مزاج، خوش اخلاق اور نیک خاتون تھیں۔ جنازے میں پشاور اور صوبہ سرحد کے نامور شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس غم کے موقع پر دارالعلوم جناب محمد آفتاب اور ان کے دیگر پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔

ادارہ

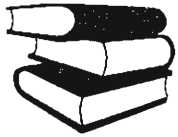

تعارف تبصرہ کتب

نام کتاب: تحفۃ المدارس (دو جلد) مرتب: مولانا محمد اسحاق ملتانی

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان' (قیمت درج نہیں)

دینی مدارس ہمارے اسلامی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امت مسلمہ کی تعمیر و ترقی' ان کی ذہنی' فکری اور نظریاتی تربیت سب کچھ ان دینی مدارس کی برکت سے ہے' جب تک کرۂ ارض پر ان تربیت گاہوں کا وجود رہے گا۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد مسلمانوں کے ساتھ شامل حال رہے گی۔...... لیکن گزشتہ چند سالوں سے دینی مدارس کے خلاف جو پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ وہ انتہائی افسوسناک ہے...... ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس شر کی ابتداء مغرب نے کی مگر رفتہ رفتہ ہمارے اپنے مسلمان حکمران بھی ان کے ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ خصوصاً دینی مدارس پر [illegible] یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ یہ قدامت پسند ہیں جدید دور کے تقاضوں سے قطعاً ناواقف ہیں' لیکن ان نام نہاد ''روشن خیالوں'' کو اپنے ملک کے مفکرین پر شاید ذرا بھی نظر نہیں۔

پاکستانی تاریخ کے سب سے زیادہ روشن خیال' مغرب شناس' علامہ اقبالؒ نے انہی دینی مدارس کے بارے میں کہا کہ ''ان مکتبوں کو اسی حال پر چھوڑ کر غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو' اگر یہ مُلّا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو ہوگا اسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کے آیا ہوں اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروی اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔ علامہ صاحب کا یہ تجربہ ان روشن خیالوں کے لئے کافی ہے' حضرت مولانا محمد اسحاق ملتانی صاحب مدظلہ نے بہت ہی موزوں وقت پر اس کتاب کو مرتب کر کے شائع کیا جو مسلمانوں کیلئے ایک بہت عمدہ سوغات ہے۔ یہ کتاب پاک و ہند کے دینی مدراس' ان کی تاریخ' خدمات واہداف ان میں پڑھانے والے علماء اولیاء صلحاء کے اثر انگیز واقعات وحالات پر مشتمل ایک ضمیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس میں قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ' شیخ الہند مولانا محمود حسن مدظلہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ' شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ' برکۃ العصر مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ' شیخ الحدیث حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی اور حضرت مولانا ابرار الحق صاحب وغیرہ رحمھم اللہ جیسے عالی القدر اکابر کے افادات ملفوظات اور واقعات کا کافی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ ہر طالبعلم' ہر معلم' ہر استاذ' ہر ناظم اور ہر مہتمم کیلئے ایک مرتبہ اس کتاب کا مطالعہ کرنا لازمی ہے' بلکہ یہ کتاب ہر کتبخانے کی زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ امین

قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی!

جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے

مسواک

ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

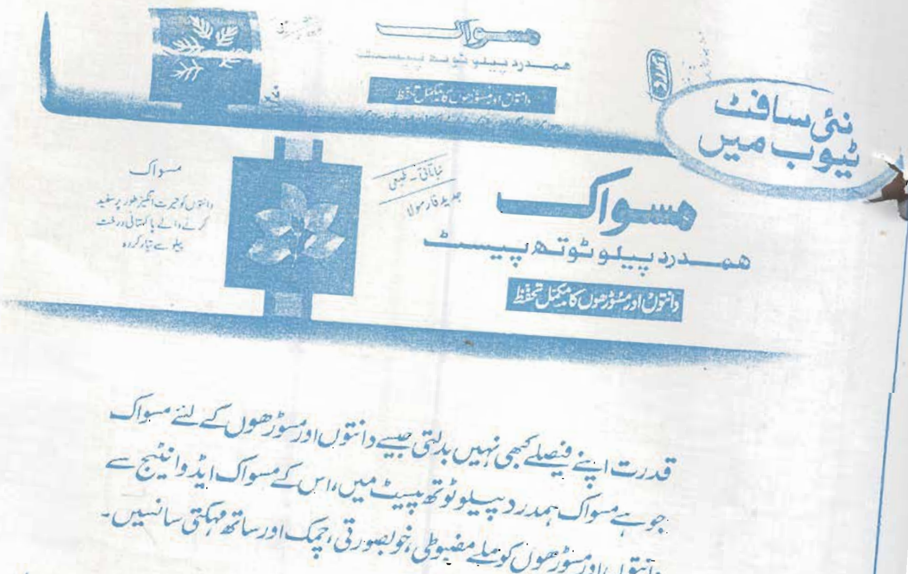

قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مسواک
جو ہے مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ میں، اس کے مسواک ایڈوانٹیج سے
دانتوں اور مسوڑھوں کو ملے مضبوطی، خوبصورتی، چمک اور ساتھ مہکتی سانسیں۔

مسواک Advantage یعنی ہردم ہر بل

ہمدرد

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعواتِ حق ۔ (مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت و شہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملّی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاویٰ حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل و شرب	" " "	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	" " " " "	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دار العلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک